

عمران سیریز نمبر 88

آدھا بٹیر

(دوسرا حصہ)

پیش رس

جی ہاں...... ثریا کی شادی ہو گئی تھی...... مطمئن رہئے! دراصل شاہد بہت تھک گیا تھا۔ اُسے آرام کی ضرورت تھی۔ اس لئے آپ کی موجودگی میں اُن کی شادی نہیں ہو سکی۔ البتہ سلیمان کی شادی سے آپ بہت محظوظ ہوں گے...... بیگم گلرخ سلیمان سے آئندہ کسی ناول میں ملاقات ہو گی۔

بہر حال آدھا بٹیر بھی تمام ہوا۔ عمران نے جو کچھ بھی کیا ہے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ ملک دشمنوں کا ازلی دشمن ہے خواہ وہ مقامی ہوں یا غیر مقامی......

ابھی تک اُن صاحب نے اپنا پتا عنایت نہیں فرمایا جنہوں نے چونی کی بجائے ایک روپے کا نوٹ روانہ فرمایا تھا۔ اُن کی دیکھا دیکھی کئی نوٹ اور بھی پہنچ گئے ہیں...... بس بھائی بس...... بہت بہت شکریہ...... ورنہ میں کروڑ پتی ہو جاؤں گا اس طرح۔ پھر آپ کے لئے ناول کون لکھے گا۔ میں جہاں بھی ہوں مجھے وہیں رہنے دیجئے۔

ایک صاحب نے پوچھا ہے کہ آپ عملی سیاست میں حصہ کیوں

نہیں لیتے جبکہ کتابوں میں سیاست بکھارتے رہتے ہیں...... نہیں بھائی...... میں سیاست کب بکھارتا ہوں۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے...... "زندہ باد" اور "مردہ باد" کے علاوہ مجھے اور کچھ نہیں آتا...... عملی سیاست سے یہی مراد ہے ناکہ الیکشن لڑوں اور اسمبلی میں پہنچوں...... ؟ لیکن اسمبلی میں آپ کہاں ہوں گے۔ محظوظ ہونے کے لئے اور اخبارات کم از کم میرے مسخرہ پن کا تو ضرور بلیک آؤٹ کریں گے۔ اُن سے بھلا دیکھا جائے گا کہ ایک لکھنے پڑھنے والا اسمبلی میں پہنچ جائے! لہٰذا بھائی صاحب...... عمران ہی کے مسخرہ پن سے محظوظ ہوتے رہیے۔ اسمبلی کے باہر ہی تالیوں یا گالیوں سے نوازتے رہیے......! یہی بہت ہے میرے لئے۔

خیر چھوڑیئے بھی کیا رکھا ہے ان باتوں میں نہ خود کسی غلط فہمی میں مبتلا ہونا چاہئے اور نہ کسی دوسرے کو مبتلا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

والسلام

ابنِ صفی

۲۲/ نومبر ۱۹۷۵



سفارت خانے کا پریس اتاشی گروبر ڈگمور سماجی زندگی میں خاصے رکھ رکھاؤ والا آدمی مشہور تھا اور مقامی ثقافتی سرگرمیوں میں اس طرح حصہ لیتا تھا جیسے اس کا سماجی مستقبل اسی ملک سے وابستہ ہو۔ کبھی کبھی شلوار سوٹ اور قراقلی ٹوپی سے بھی شوق کرتا۔ اردو اچھی خاصی بول لیتا تھا لیکن جب اردو ہی میں بذلہ سنجی پر اتر آنے کی کوشش کرتا تو مضحکہ خیز ہو جاتا۔

ہارلم ہاؤز اس کی قیام گاہ کا نام تھا۔ لیکن اندازہ کرنا دشوار تھا کہ اس عمارت میں اس کے ساتھ کتنے افراد مقیم ہیں۔ روز ہی نئی نئی صورتیں دکھائی دیتیں۔

غیر ملکی خواتین کے ساتھ ساتھ دولت مند طبقے کی مقامی خواتین میں بھی مقبول تھا۔ سماجی تقریبات کے مواقع پر زیادہ تر خواتین ہی میں گھرا رہتا۔ خوش شکل صحت مند اور توانا آدمی تھا۔ گفتگو کے دوران میں ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔ اس کی روشن خیالی اور خوش مزاجی کے چرچے تھے۔ لیکن اس کی بیوی اوفلیاڈگمور اتنی ہی تنگ نظر شکی اور چڑچڑی تھی۔ خواتین میں اپنے شوہر کی مقبولیت اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ بظاہر محض خوش طبعی تک محدود رہنے والا بباطن عورتوں کا بہت بڑا شکاری ہے۔ کبھی کبھی وہ دوٹوک اپنے خیالات کا اظہار بھی کر بیٹھتی تھی۔ لیکن فوراً اُسے چیلنج کر دیا جاتا۔ "ثابت کرو.....!"

"شکاری چور ہوتا ہے.....!" وہ کہتی۔ "ثبوت نہیں چھوڑتا۔!"

"اگر میں اتنا ہی بُرا ہوں تو تم مجھ سے علیحد گی اختیار کر سکتی ہو.....!" ڈگمور کا آخری جملہ ہوتا اور
دانت پیس کر رہ جاتی۔ خود کسی نمایاں حیثیت والے خاندان سے تعلق نہیں رکھتی تھی لہٰذا موجودہ
وشل اسٹے ٹس کو خطرے میں ڈالنا بھی کم عقلی ہی ہوتی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کبھی نہ کبھی اس کے
خلاف کوئی واضح ثبوت ضرور فراہم کر کے بلند پرواز بازوؤں کو شل ہو جانے پر مجبور کر دے گی۔

ڈگمور واقعی بہت چالاک تھا۔ پچ پچ ثبوت نہیں چھوڑتا تھا اور وہ تمام عورتیں بھی اس سے
تعاون کرتی تھیں جن سے اس کا تعلق ہوتا تھا۔ بے حد محتاط رہتیں۔

ان دنوں وہ اپنے سفارت خانے کے فرسٹ سیکریٹری کی بیوی سے الجھا ہوا تھا۔ بہت دنوں
بعد اسے ایک ایسی عورت ملی تھی جو اس کے معیار پر پوری اتری تھی۔ وہ بہت خوش تھا۔

مونیکا بھی اس پر ٹوٹ کر گری تھی۔ شاید فرسٹ سیکریٹری خود اسکے معیار پر پورا نہیں اتر سکا تھا۔

ڈگمور کی نظر ہی ایسی خواتین پر رہتی تھی جو اپنے شوہروں سے مطمئن نہ ہوں۔ بہر حال وہ
اس وقت بھی مونیکا ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور وہ چونک کر انسٹرومنٹ کو گھورنے لگا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا تھا۔

"ہیلو.....ڈگمور اسپیکنگ.....!"

"بہت بہتر.....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "بہت اچھا ہے کہ تم ہی ہو۔ کیا تم اپنی
ڈاک دیکھ چکے ہو۔!"

"نہیں.....!" اس نے غیر ارادی طور پر کہا۔ پھر جھلا کر بولا۔ "تم کون ہو.....؟"

تمہاری ڈاک میں ایک سرخ رنگ کا لفافہ ہے، کہیں تمہاری بیوی کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

"کیا بک رہے ہو.....؟ تم کون ہو.....؟"

لیکن جواب ملنے کی بجائے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی تھی۔ ڈگمور کی بھنویں سکڑ گئیں
اور اس نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے آج کی ڈاک پر نظر ڈالی۔ کئی لفافے ٹرے میں رکھے
ہوئے تھے، غیر ارادی طور پر ہاتھ اس کی طرف بڑھ گیا۔

درحقیقت ایک سرخ لفافہ موجود تھا۔ اس نے مضطربانہ انداز میں چاک کیا تھا اور پھر اس کی
آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

فون کی گھنٹی پھر بجی اور اس نے چونک کر چور نظروں سے چاروں طرف دیکھا اور لفافے کو
اس تصویر سمیت جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا جو لفافے سے برآمد ہوئی تھی۔

فون کی گھنٹی بجتی رہی۔

اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے ریسیور اٹھایا تھا۔

"ہیلو....!" بمشکل آواز نکل سکی۔

"کیا خیال ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو.... کون ہے....؟"

"اندازہ لگانے کی کوشش کرو....!"

"یہ کیا بکواس ہے....!"

"تصویر احتیاط سے رکھنا.... کہیں تمہاری بیوی کی نظر نہ پڑ جائے۔!"

"تت.... تم کون ہو.... بتاتے کیوں نہیں....!"

"سمجھنے کی کوشش کرو....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"بہت جلد سمجھ جاؤ گے.... یہ تصویر کچھ زیادہ حیرت انگیز نہیں ہے۔ اس سے بھی کہیں زیادہ سنسنی خیز تصاویر میرے قبضے میں ہیں اور سب کی سب تمہاری ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔!"

اچانک سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ڈگمور.... "ہیلو.... ہیلو....!" کرتا رہ گیا تھا۔

ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ ایک کرسی میں ڈھیر ہو گیا۔ وہ اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے میلوں لمبی دوڑ لگا کر یہاں تک پہنچا ہو۔ سارے جسم سے پسینہ چھوٹ پڑا۔

آنکھوں میں خوف کے ساتھ نفرت کی جھلکیاں بھی تھیں۔

"کچھ دیر تک وہ یکساں حالت میں بیٹھا رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس ہیجانی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ریسیور اٹھا کر کسی کے نمبر ڈائل کئے تھے اور ماؤتھ پیس میں بولا تھا۔ "ڈگمور....!"

"کیا بات ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا تم مجھے اپنی اس حرکت کا مطلب سمجھا سکو گے....؟" ڈگمور نے غصیلی آواز میں کہا۔

"کیا قصہ ہے.... تم سنجیدہ معلوم ہوتے ہو....!"

"آخر مجھ سے کیا چاہتے ہو....؟"

"کھل کر بات کرو میری سمجھ میں نہیں آرہا....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"سرخ لفافے کا کیا مطلب....!"

"کیسا سرخ لفافہ....؟"

"تم آواز بدلنے کے بھی ماہر ہو۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کیا تم نے ابھی فون پر مجھے دھمکی نہیں دی تھی۔!"

"کیا تم نشے میں ہو ڈگمور....!"

"فوراً یہاں پہنچو....!" ڈگمور غرایا۔

"فی الحال میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کہ اپنی جگہ کو چھوڑوں....!"

"میں بالمشافہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔!" ڈگمور چیخ کر بولا۔

"اپنا لہجہ درست کرو.... تمہیں پتا نہیں کیا ہو گیا ہے....!"

"جس طرح بھی ممکن ہو یہ ملاقات ضروری ہے۔!"

"تم کسی سرخ لفافے کی بات کر رہے تھے۔!"

"انجان بننے سے کوئی فائدہ نہیں....!"

"جب تک تم کھل کر بات نہیں کرو گے میں نہیں آسکوں گا کیونکہ تمہارا پابند نہیں ہوں۔!"

"تنظیم کا کوئی حربہ تم نجی معاملات میں استعمال نہیں کر سکتے۔!"

"میں نے کب کہا ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تو پھر یہ لفافہ....!"

"میں اسی لفافے کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں....!"

"اس میں ایسا مواد موجود ہے جس سے مجھے بلیک میل کیا جاسکتا ہے۔!" ڈگمور دانت پیس کر بولا۔

"تب پھر تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔ ڈگمور.... میں بھلا تمہیں کیوں بلیک میل کروں گا۔!"

"تمہی بہتر جانتے ہو گے....!"

"یقین کرو میری طرف سے ایسی کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ تم نے فون پر دھمکی سے متعلق بھی کچھ کہا تھا۔!"

"بس....!" ڈگمور غرایا۔ "میں فون پر بات آگے نہیں بڑھانا چاہتا۔!"

"اچھی بات ہے میں آج ہی تم تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔!"

"اگر یہ غلط فہمی ہے تو اسے رفع کرو....!"

"میں کوشش کروں گا.... بشرطیکہ مجھے ہی موردِ الزام ٹھہرانے پر نہ اڑ گئے۔!"

ڈگمور نے ریسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ہیلو....!" وہ ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں غرایا۔

"ایک مشورہ لینا ہے تم سے....!" آواز آئی اور آواز وہی تھی جس نے سرخ لفافے کی اطلاع دی تھی۔

"کیا تم اب بھی کہو گے کہ یہ تم نہیں ہو....!" ڈگمور دھاڑا۔

"میں کون نہیں ہوں....؟" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"مجھے علم ہے کہ تم اپنی آواز بدل سکتے ہو....!"

"مجھے کب انکار ہے اس سے....!"

"پہلے کیوں انکار کیا تھا....!"

"مجھے اس سے انکار ہے کہ میں نے پہلے کبھی انکار کیا تھا....!"

"خیر بتاؤ تم کیا چاہتے ہو....؟" ڈگمور نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

"صرف ایک مشورہ....!"

"جلدی بتاؤ میں عدیم الفرصت ہوں....!"

"تمہارے ساتھ مونیکا کی یہ تصویریں اس کے شوہر کو بھیجی جائیں یا تمہاری بیوی کو....؟"

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا....!" ڈگمور دھاڑا۔

"مجھے کہاں پاؤ گے کہ جان سے مار دو گے....!"

"احمق آدمی....!" ڈگمور زہریلے لہجے میں بولا۔ "میں نے ابھی تمہیں جس نمبر پر کال کیا تھا وہ میرے لئے محض ایک نمبر نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ عمارت کہاں ہے۔!"

"تم یقیناً کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو مسٹر ڈگمور... اوہ میں سمجھا شاید تم مجھے کوئی اور سمجھ رہے ہو۔!"

"بکواس بند کرو....!"

"تم نے ابھی تک نہیں بتایا کہ تصویریں کسے بھیجی جائیں....؟"

ڈگمور تھوک نگل کر رہ گیا۔

"ہیلو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں بول رہا ہوں.... اگر تم وہ نہیں ہو تو پھر اور کون ہو....؟"

"ڈھمپ....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور ڈگمور کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹتے چھوٹتے بچا۔

"تت.... تم کیا چاہتے ہو....؟" ڈگمور ہانپتا ہوا ہکلایا۔

"تمہارا تعاون....!"

"کس سلسلے میں....؟"

"تم اچھی طرح جانتے ہو....!"

"لیکن.... مم.... میں کسی ڈھمپ کو نہیں جانتا....!"

"حالانکہ ہارلم ہاؤز کی مصروفیات پوری طرح میرے علم میں ہیں۔!"

"تم پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو....؟"

"وہ کہاں ہے....؟"

"کون کہاں ہے....؟"

"تمہارا وہی مہمان جس کی پیشانی پر کراس کی شکل کا زخم کا نشان ہے۔!"

"اوہ.... ڈاؤڈن.... وہ تو کبھی کا چلا گیا....!"

"بکواس مت کرو....!"

"لیکن تمہارا اس سے کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ مقامی پولیس کو تمہاری تلاش ہے۔ ڈاؤڈن ایک معزز آدمی ہے۔!"

"میں بھی اپنے ملک میں غیر معزز نہیں ہوں....!"

"اسی لئے پولیس تمہاری تلاش میں ہے....!"

"یہ میرا ملک نہیں ہے....!"

"عمران سے تمہارا کیا تعلق ہے....!"

"کون عمران....؟ میں کسی عمران کو نہیں جانتا....!"

"ڈاؤڈن بھی تمہیں نہیں جانتا....!"

"لیکن میرے باس سے اچھی طرح واقف ہے.... اس سے کہنا کہ ڈھمپ اس فری لانسر ایجنٹ کا آدمی ہے جسے اس نے تین سال پہلے مصر میں دھوکا دیا تھا۔!"

"اوہ....!"

"میرا باس اسے کبھی معاف نہیں کرے گا....!"

"لیکن میرا اس میں کیا قصور ہے....!"

"تم اس کے خلاف میرے آلۂ کار بنو گے....!"

"نہیں....!"

"انکار کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... مسٹر ڈگمور.... تم پوری طرح میری گرفت میں ہو۔ جس وقت چاہوں تمہیں تباہ کر سکتا ہوں۔!"

"لل.... لیکن.... میں ڈاوڈن سے سرخ لفافے کا ذکر کر چکا ہوں۔!"

"اور شاید اس کے خلاف شبہ بھی ظاہر کر چکے ہو....!"

"ہاں.... یہ تو ہوا ہے....!"

"بس تو پھر تم نہایت آسانی سے کہہ سکتے ہو کہ کوئی خاص بات نہیں تم اپنے معاملات خود ہی دیکھو گے۔!"

"وہ مجھ سے لفافہ طلب کرے تو....!"

"تمہارا نجی معاملہ ہے۔ اس کے غلام تو ہو نہیں.... بس اتنا کہہ دینا کہ اب تمہیں اس پر شبہ نہیں رہا....!"

"لیکن تم اس کے خلاف مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہو....؟"

"حالات پر منحصر ہے.... وقتاً فوقتاً تمہیں فون پر مخاطب کرتا رہوں گا۔!"

"لیکن یہ خطرناک بات ہو گی۔!" ڈگمور نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی اور طریقہ اختیار کروں گا.... اسے مجھ پر چھوڑ دو.... فی الحال مجھے یقین دلانے کی کوشش کرو کہ مجھ سے تعاون کرو گے۔!"

"اگر میرے امکان میں ہوا تو....!"

"اب یہ بتاؤ کہ ڈاوڈن ہے کہاں....؟"

"سفارت خانے کی ملحقہ عمارت میں....!"

"کتنے آدمی اس کے ساتھ کام کر رہے ہیں....؟"

"آٹھ آدمی....!"

"ان کے نام اور پتے....؟"

"وہ سب اسی کے ساتھ آئے تھے۔ میرے لئے اجنبی ہیں۔ میں قطعی نہیں جانتا کہ اب وہ کہاں ہوں گے۔ ان میں سے ایک تمہاری گولی سے زخمی بھی ہوا ہے۔!"

"سن کر خوشی ہوئی....!"

"لیکن ڈاکٹر والے معاملے سے تمہارا کیا تعلق....؟"

"کچھ بھی نہیں.... میں تو صرف ڈاوُڈن کو اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہتا تھا۔ اس کے دونوں قیدیوں سے یہ تک نہیں پوچھا کہ ڈاوُڈن سے ان کا کیا معاملہ ہے۔!"

"دیکھو ڈھمپ.... میری پوزیشن نازک ہے....!"

"میں سمجھتا ہوں.... اسی لئے تم سے کسی ایسے کام کے لئے نہیں کہوں گا کہ تمہیں کھل کر سامنے آنا پڑے۔!"

"شکریہ....!اگر تم اس قدر محتاط رہ سکتے ہو تو پھر مجھے بھی پیچھے نہ پاؤ گے۔!"

"شکریہ ڈگمور....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اس نے بھی ریسیور رکھ کر طویل سانس لی تھی۔

"ڈھمپ....!" وہ آہستہ سے بڑبڑایا اور سامنے والی بڑی پینٹنگ پر نظر جمادی۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ فون پھر جاگا۔

"ہیلو.... اوہ.... ڈاوُڈن....!"

"میں نہیں آسکوں گا.... تم خود ہی چلے آؤ....!" دوسری طرف سے ڈاوُڈن کی آواز آئی۔

"اوہ.... ڈاوُڈن.... فکر نہ کرو.... بات صاف ہو گئی ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کسی نے مذاق کیا تھا....!"

"کمال ہے....اور تم اتنے سنجیدہ ہو گئے تھے۔!" ڈاوُڈن کا لہجہ پر اشتباہ تھا۔

"بات ہی ایسی تھی.... پھر وہ خود ہی راہ پر آ گئی۔ میں سمجھا شاید تم عورت کی آواز بنا کر مجھے دھمکیاں دیتے رہے ہو....!"

"عورت کی آواز....!" ڈاوُڈن نے حیرت سے کہا۔ "لیکن تمہاری گفتگو سے یہ نہیں ظاہر ہوا تھا کہ وہ کوئی عورت ہے۔!"

"ظاہر ہے کہ جب شروع سے تم ہی میرے ذہن میں تھے تو گفتگو سے کیسے ظاہر ہوتا۔!"

"تو بات ختم ہو گئی....!"

"قطعی....!"

"لیکن....!" ڈاوڈن کی آواز آئی۔ "یہ خلش دائمی سمجھو کہ تم نے مجھ پر شبہ کیا تھا۔!"

"مجھے افسوس ہے ڈاوڈن ڈیئر....!"

"خیر.... خیر....!" سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔



عمران اپنے فلیٹ میں واپس آ گیا تھا۔ لیکن غافل نہیں تھا۔ اس کے کئی ماتحت اس عمارت کی نگرانی کرتے رہے تھے جس میں فلیٹ واقع تھا اور جب عمران باہر نکلتا تھا تو وہ رکھوالی کے کتوں کی طرح اُس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے موجود رہتے تھے۔

سلیمان بے حد خوش تھا۔ بات پکی ہو گئی تھی اور اس نے شادی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ جوزف اسے دیکھ دیکھ کر کباب ہوتا رہتا۔ کبھی کبھی عمران سے کہتا۔ "شادی کے بعد یہ اور زیادہ چڑچڑا ہو جائے گا باس....!"

اس وقت بھی اس نے یہی جملہ دہرایا تھا۔

"تجھے کیا....! تجھے تو رہنا نہیں ہے اس کے ساتھ....!"

"شکریہ باس... لیکن میں وہیں رہوں گا... جہاں تم رہو گے... تمہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔!"

"میں تو یہیں رہوں گا....!"

"نہیں رہ سکو گے باس.... میں اچھی طرح جانتا ہوں....!"

"کیوں نہیں رہ سکوں گا....؟"

"شادی کرے گا تو بچے بھی ہوں گے.... ذرا خود سوچو، بچوں کی چیاؤں میاں میں کیسے زندگی بسر کر سکو گے۔!"

عمران منہ کھول کر رہ گیا۔ پھر بولا۔ "ارے اس کا تو خیال ہی نہیں آیا تھا.... تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔!"

"بس تو پھر ہم دونوں کہیں اور چل کر رہیں گے۔!"

"بڑی اچھی تدبیر بتائی تو نے۔ اس کی تنخواہ بذریعہ ڈاک بھیج دیا کروں گا اور یہ سوچ سوچ کر خوش ہو لیا کروں گا کہ باورچی تو ہے میرے پاس۔ اب اگر ہوٹلوں میں کھاتا پھر رہا ہوں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔!"

"نہیں باس.... میں اپنی تجویز واپس لیتا ہوں۔ اس پر تو غور ہی نہیں کیا تھا کہ کھانے کا کیا ہوگا۔!"

"لہٰذا اب دوسری تجویز پیش کر....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

جوزف تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر بولا۔ "کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کی بیوی کوٹھی ہی میں رہے۔!"

"ممکن ہے.... لیکن پھر تیرے تجویز کردہ بچے کیسے ہوں گے۔!"

"میری تو عقل ہی چوپٹ ہو کر رہ گئی ہے باس....!" جوزف اپنے سر پر گھونسہ مار کر بولا۔

"شادی اس کی ہو رہی ہے۔ عقل تیری چوپٹ ہو کر رہ گئی ہے۔!"

"سچ مچ میں پاگل ہو جاؤں گا باس....!"

"سلیمان کی شادی کے بعد.... ابھی بہت وقت ہے۔!"

جوزف نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ کسی نے باہر سے کال بل کا بٹن دبایا۔

"دیکھ....!" عمران نے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

جوزف نے دروازہ کھول کر دیکھا تھا اور جلدی سے پلٹ آیا تھا۔

"وہی لڑکی ہے باس....!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"سلیمان والی....؟" عمران نے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں وہ کورنیلیا....!"

"ارے.... بلاؤ....!" عمران اٹھتا ہوا بولا تھا۔ پھر خود ہی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"ہیلو.... نیلی....!"

"ہیلو.... ران....!" وہ کمرے میں داخل ہوتی ہوئی بولی۔ "تمہارا باڈی گارڈ خوف ناک ہے لیکن بڑا میٹھا لہجہ رکھتا ہے۔!"

"شکریہ نیلی....!"

جوزف نے بھی دانت نکال دیئے تھے۔ پتا نہیں کیوں وہ اس سفید فام لڑکی سے الرجک نہیں معلوم ہوتا تھا۔

عمران نے اسے وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا اور اس نے خاموشی سے تعمیل کی۔

"بیٹھو.... تم کھڑی کیوں ہو.... میری قیام گاہ شاندار نہیں ہے۔!" عمران نے ڈھیلے ڈھالے لہجے میں کہا۔

"میں نے تم سے متعلق بہت سی معلومات حاصل کی ہیں۔!" نیلی اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔

"ضرور.... ضرور.... کی ہوں گی.... بیٹھو نا....!"

کورنیلیا بیٹھ گئی لیکن عمران کے چہرے سے نظر نہیں ہٹا رہی تھی۔

"کک.... کیا میرے سر پر سینگ نکل رہے ہیں۔!" عمران نے بوکھلا کر اپنا سر ٹٹولا۔

"کیا تم اتنے ہی معصوم ہو جتنے نظر آتے ہو....؟"

"پتا نہیں....!"

"میں تمہیں نہیں سمجھ سکی....!"

"یہ آنکھیں ہیں.... یہ ناک.... یہ کان.... اور شاید اس وقت میں بول بھی رہا ہوں۔ تمہاری ہی زبان میں.... ذرا ادھر آکر دیکھنا کہیں دم تو نہیں نکل آئی کہ تجریدی آرٹ کا کوئی نمونہ لگنے لگا ہوں تمہیں....!"

"میں سنجیدگی سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں....!"

"کئے جاؤ.... میرے پلے کچھ بھی نہیں پڑ رہا....!"

"تم نے میرے بیان کی تصدیق بینک کے منیجر سے کرائی تھی۔ حالانکہ اس نے لیڈی ڈاکٹر کو میرے گھر سے نکلتے ہرگز نہیں دیکھا تھا۔!"

"میں کب کہتا ہوں کہ دیکھا تھا۔!"

"تم نے ایسا کیوں کیا تھا....؟"

"تمہیں بچانے کے لئے....!"

"آخر کیوں.... جبکہ وہ لیڈی ڈاکٹر ایک ایسے شخص کی بہن تھی جو تمہاری بہن کا منگیتر ہے۔!"

"واقعی میرے بارے میں تمہاری معلومات وسیع ہوتی جا رہی ہیں۔"

"تم نے میرے بیان کو صحیح کیوں تسلیم کر لیا تھا....!"

"بچپن ہی سے سوچتا آیا ہوں کہ خوبصورت لڑکیاں جھوٹ نہیں بولتیں۔!"

"لیکن میں نے جھوٹ بولا تھا....!"

"ہائیں....!" عمران اچھل پڑا۔

"یقین کرو.... میں نے جھوٹ بولا تھا....!"

"خدا کی پناہ....!" عمران دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کراہا۔

"لیکن میں مجبور تھی.... اگر ایسا نہ کرتی تو وہ میرے باپ کو تباہ کر دیتے۔!"

"ختم بھی کرو....!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "لیڈی ڈاکٹر اپنے گھر پہنچ چکی ہے۔ اب قصے کو چھیڑنے سے کیا فائدہ....!"

"قصہ ختم نہیں ہوا....!" وہ آہستہ سے بولی۔

"کیا کہہ رہی ہو....؟"

"سچ کہہ رہی ہوں.... میری داستان طویل ہے۔ کبھی نہ بتاتی اگر میرے باپ کی زندگی خطرے میں نہ ہوتی۔!"

"تو پھر جلدی سے بتاؤ.... میں تمہارے باپ کا علاج یونانی طب کے ذریعے کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں۔!"

"تم سمجھتے کیوں نہیں.... میں ان کے مرض کی بات نہیں کر رہی۔ کسی نے انہیں مجبور کیا ہے کہ وہ اس کے لئے غلط قسم کے کام کرتے رہیں۔!"

"بلیک میلنگ....؟" عمران اسے پر تشویش نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

اس نے سر کو اثباتی جنبش دی تھی۔

"تو گویا تم انہی کے کہنے پر ڈاکٹر کو لے گئی تھیں....!"

"یہی بات تھی....!"

"کہاں لے گئی تھیں....؟"

"ہارلم ہاؤز....!"

"مشہور عمارت ہے....!"

"ہاں.... وہی.... میں اسے مریض کے کمرے میں بھیج کر ہدایت کے مطابق الٹے پاؤں واپس ہوئی تھی۔!"

"اپنے گھر نہیں لے گئی تھیں....؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"اچھا.... تو اب گاڑی کے متعلق بھی سچی بات بتا دو....!"

"گاڑی انہوں نے مہیا کی تھی.... مرسیڈیز.... اسی رنگ اور اسی ماڈل کی جیسی ہماری گاڑی

ہے اور اس سلسلے میں اس پولیس آفیسر نے ابھی تک میرا پیچھا نہیں چھوڑا....!"

"اس کی فکر نہ کرو....!"

"یقین کرو.... مجھے صرف ان لوگوں کی فکر ہے جو میرے باپ کو پریشان کر رہے ہیں۔!"

"ان سے کہو کہ ان لوگوں کی نشاندہی کریں....!"

"یہی تو مصیبت ہے.... اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ میں نے تمہیں اس سے متعلق کچھ بتادیا ہے تو انکا ہارٹ فیل ہو جائیگا اور سب سے زیادہ تشویش ناک بات تو میں نے ابھی تمہیں بتائی ہی نہیں۔!"

"وہ بھی جلدی سے بتادو....!"

"میرے توسط سے وہ تم پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں۔!"

"کمال ہے.... واہ بھئی.... تو کیا اب میرا اغوا ہوگا....؟"

"ہو سکتا ہے....!"

"میں تو بچوں کو دودھ بھی نہیں پلا سکتا۔!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"ہمارے ہاں.... صرف عورتوں کا اغوا ہوتا ہے۔!"

"اس وہم میں نہ پڑو کہ وہ صرف تمہاری شکل قریب سے دیکھنا چاہتے ہیں۔!"

"پھر کیا بات ہے....؟"

"شاید یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم ڈاکٹر کے سلسلے میں میری ہاں میں ہاں کیوں ملائی تھی۔!"

"ہاں میں ہاں ملانا میری ہابی ہے.... لیکن ٹھہرو کیا اُن میں سے کسی نے تم سے گفتگو کی تھی؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... میرے باپ نے مجھے اس پر آمادہ کیا ہے۔!"

"کس پر آمادہ کیا ہے....؟"

"یہی کہ میں تم سے تعلقات بڑھاؤں۔ جب میں یہ جانتی ہوں تو وہ کیوں نہ جانتے ہوں گے کہ تم محکمہ سراغرسانی کے سب سے بڑے آفیسر کے بیٹے ہو۔!"

"اس سے کیا ہوتا ہے.... میں تو اس محکمے سے تعلق رکھتا نہیں....!"

"شاید کوئی تعلق نکل ہی آئے۔ آخر وہ لیڈی ڈاکٹر تمہاری بہن کے منگیتر کی بہن ہے۔!"

"اس منگیتر نے تو مجھے گھن چکر بنا کر رکھ دیا ہے۔!"

"اس پر غور کرو....!"

”غور بعد میں کروں گا پہلے تم مجھ سے تعلقات بڑھاؤ۔!“

”میں نہیں سمجھی....!“

”وہی کرو جو وہ چاہتے ہیں.... میں نہیں چاہتا کہ میرے زیر علاج آنے سے پہلے ہی تمہارے باپ دوسری دنیا کو سدھار جائیں۔اُن کے لئے معجون تیار کرنا شروع کردیا ہے۔!“

”معجون کیا....؟“

”کمپاؤنڈ کو کہتے ہیں....!“

”مجھے ہدایت ملی ہے کہ تمہیں باہر لے جاؤں۔ زیادہ سے زیادہ وقت تمہارے ساتھ شہر کی تفریح گاہوں میں گذاروں....!“

”اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ تم مجھے حقیقت حال سے آگاہ کر چکی ہو تو....؟“

”جو بات میرے اور تمہارے درمیان ہوئی ہے انہیں کیونکر معلوم ہو سکتی ہے....؟“

”معلوم ہو سکتی ہے اگر میں پولیس کو مطلع کردوں کہ لیڈی ڈاکٹر کو ہارلم ہاؤس لے جایا گیا تھا۔!‘

”تم ایسا نہیں کرو گے....!“ وہ جلدی سے بولی۔

”کیوں نہ کروں....؟“

”بات ختم ہو چکی ہے....لیڈی ڈاکٹر ہارلم ہاؤس سے برآمد نہیں ہوئی تھی۔!“

”لیکن ڈھمپ تو ابھی تک نہیں پکڑا جا سکا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہارلم ہاؤس ہی میں چھپا بیٹھا ہو۔!“

”دیکھو....مجھ پر رحم کرو....تم پولیس کو نہیں مطلع کرو گے۔!“

”وہ پھر کوئی بڑا جرم کر بیٹھے گا۔سوال تو یہ ہے کہ اس نے وہ حرکت کس مقصد کے تحت کی تھی؟

”کیا یہ سچ ہے کہ وہ دونوں مقصد سے لاعلم ہیں....؟“

”بالکل....ڈھمپ نے بس انہیں بند کر رکھا تھا۔ کوئی وجہ بتائے بغیر....!“

کورنیلیا کسی سوچ میں پڑ گئی تھی۔ عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد بولا۔”آخر انہیں کیسے علم ہوا کہ میں نے جھوٹی شہادت دلوائی تھی۔!“

”میرا باپ انہیں پوری طرح باخبر رکھنے پر مجبور تھا۔!“

”بہر حال....تو تم اس وقت اس لئے آئی ہو کہ مجھ سے مزید تعلقات بڑھاؤ....!“

اس نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

”تو پھر بڑھاؤ....!“

"کک.... کس طرح بڑھاؤں....!"

"کچن میں چلی جاؤ اور دوپہر کا کھانا تیار کرو....!"

"کک.... کیا بات ہوئی....؟"

"اس سے زیادہ ٹھوس بات تو اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ مجھے سب سے زیادہ پیارا وہی ہے جو میرے پیٹ بھرنے کا ذریعہ بن سکے۔!"

"مجھے صرف کھانے سے دلچسپی ہے.... پکانے سے نہیں....!"

"تب پھر تم کسی اور سے تعلقات بڑھالو.... میں بہت مصروف ہوں۔!"

"ابھی تو ڈھنگ کی باتیں کر رہے تھے۔!"

"نشے میں تھا....!"

"دیکھو ران ڈیئر میں بہت پریشان ہوں۔!"

"اس لئے مجھے اپنی گردن کٹوا دینی چاہئے۔ تم سمجھتی کیوں نہیں ہو۔ وہ میرے دشمن ہوگئے ہیں۔ کئی بار میری زندگی ختم کردینے کی کوشش کر چکے ہیں۔!"

"پھر بتاؤ.... میں کیا کروں....؟"

"اپنے باپ کو بلیک میل ہونے دو....!"

"پتا نہیں کب سے بلیک میل ہو رہے ہیں۔ اب ان میں سکت نہیں رہی۔!"

"کچھ بھی ہو میں دیدہ دانستہ کنوئیں میں نہیں گر سکتا۔!"

"پھر تم نے میری موافقت میں جھوٹی شہادت کیوں دلوائی تھی....؟"

"میں نہیں جانتا....!"

"تم جانتے ہو.... تم مجھ سے قریب ہو کر معاملے کی نوعیت کو سمجھنا چاہتے ہو....!"

"اچھا چلو یہی سہی....!"

"لیکن تم اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے۔ اب میں خود ہی تمہارے لئے مواقع فراہم کر رہی ہوں۔!"

"مجھے سوچنے دو....!" عمران نے کہا اور ناک بھوں پر زور دینے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "تم ٹھیک کہہ رہی ہو جب وہ دونوں بھی یہ نہیں بتا سکے کہ ڈھمپ نے انہیں کیوں بند کر رکھا تھا تو پھر ڈھمپ ہی اصل معاملہ سے آگاہ کر سکے گا۔!"

"اتنی دیر سے یہی تو ذہن نشین کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔!"

"چلو.... اس حد تک تو بات سمجھ میں آگئی۔ آخر یہ کس طرح ہوگا کہ میں ان سے کچھ معلوم کر سکوں۔ وہ مجھے پکڑ وائیں گے اور مجھ سے سب کچھ اگلوالیں گے۔!"

"بڑی مصیبت ہے.... آخر تمہیں کس طرح سمجھاؤں....!"

"جس طرح میری سمجھ میں آسکے....!"

"اچھی بات ہے تو اب سنو پوری بات....!"

"یعنی ابھی تک آدھی ہی بات چل رہی تھی۔!"

"ڈھمپ ان میں سے نہیں ہے....!" کورنیلیا بولی۔

"یہ کیا بات ہوئی....؟"

"یقین کرو.... وہ لیڈی ڈاکٹر کو ان کے قبضے سے نکال لے گیا تھا۔ جس طرح پولیس کو ڈھمپ کی تلاش ہے اسی طرح انہیں بھی ہے۔!"

"اب تم نشے میں معلوم ہوتی ہو....!"

"میں جانتی تھی کہ تم یقین نہیں کرو گے....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "اس لئے میں تمہیں یہ بات بتانے سے گریز کر رہی تھی۔!"

"عقل خبط کردی تم نے تو....!"

"اور اب میں تمہیں وہ بات بتانے جارہی ہوں جو اپنے باپ کو بھی نہیں بتائی۔!"

"باتوں کا پٹارا معلوم ہوتی ہو تم تو....!"

"ڈھمپ نے مجھ سے معلوم کیا تھا کہ لیڈی ڈاکٹر کہاں لے جائی گئی ہے۔"

عمران ایک بار پھر اچھل پڑا اور اسے گھورتا ہوا بولا۔ "تو تم نے ان لوگوں کو ڈبل کراس کیا ہے۔!"

"ہرگز نہیں.... میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ ڈھمپ انہی لوگوں میں سے نہیں ہے۔!" کونیلیا نے کہا اور ڈھمپ سے متعلق اپنی کہانی دہرانے لگی۔

"حیرت انگیز....!" عمران اس کے خاموش ہونے پر بولا تھا۔

"میری جگہ تم ہوتے تو تم بھی یہی سمجھتے کہ وہ انہی میں سے ہے۔!"

"بالکل....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لیکن تم نے اپنے باپ کو کیوں نہیں بتایا....!"

"ڈھمپ نے منع کر دیا تھا اور پھر بعد میں بتانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!'

"یہ بھی عقل مندی ہی سرزد ہوئی ہے تم سے.... اس سلسلے میں اپنی زبان بالکل بند رکھنا

ورنہ سچ مچ تمہارے باپ کی گردن کٹ جائے گی۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ تمہیں یہ بات کس ذریعے سے معلوم ہوئی کہ ڈھمپ ان میں سے نہیں ہے۔۔۔۔؟"

"میرے باپ نے بتایا ہے انہوں نے خاص طور پر ڈیڈی کو مطلع کیا ہے کہ ڈھمپ ان سے تعلق نہیں رکھتا اس لئے وہ ہوشیار رہیں۔!"

"اب پوری بات سمجھ میں آئی ہے۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا اور کونیلیا کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں نظر آنے لگیں۔



ڈگمور کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ مونیکا مل بیٹھنے پر بضد تھی اور وہ اسے ٹالنے کی کوشش کررہا تھا۔ سچی بات بھی نہیں بتا سکتا تھا۔ اگر وہ اپنے سلسلے میں بلیک میلنگ کی سن گن بھی پالیتی تو پھر شاید اس کی طرف رخ بھی نہ کرتی۔ لیکن ڈگمور اس پر بھی آمادہ نہیں تھا کہ وہ اس کے ہاتھ ہی سے نکل جائے۔ بس چند دنوں کی احتیاط چاہتا تھا۔ مونیکا نے اسے جس انداز سے متاثر کیا تھا اس کے لئے بالکل ہی نیا تجربہ تھا۔ ایک بے حد خوش گوار تجربہ جس کا وہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اس کے اپنے نقطۂ نظر سے ایسی چیزیں کھو دینے والی نہیں ہوتیں۔

ڈھمپ کے خلاف اس کا خون کھولتا رہا۔ لیکن اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر ڈاوڈن کے کان میں اس کی بھنک بھی پڑگئی تو خود اس کی جان کے لالے پڑجائیں گے۔ پتا نہیں یہ ڈھمپ آئندہ اس سے کس قسم کے مطالبات کرے۔

بلیک میلنگ کا انداز رقم اینٹھنے والا نہیں تھا۔ وہ تو اس سے ڈاوڈن سے متعلق معلومات چاہتا تھا۔ اس کا مطلب تھا خود اس کی غرقابی۔ اضطراری طور پر ڈھمپ کو اس کی قیام گاہ کا پتہ تو بتا ہی بیٹھا تھا۔ حالانکہ اسے اس سے بھی لاعلمی ہی ظاہر کرنی چاہئے تھی۔ لیکن وہ شخص آسانی سے ٹلنے والا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ویسے اس نے کسی فری لانسر سیکرٹ ایجنٹ کا حوالہ دے کر اسے مزید الجھن میں مبتلا کردیا تھا اور دشواری یہ تھی کہ وہ ڈاوڈن سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن ڈھمپ شاید یہی چاہتا تھا کہ ڈاوڈن سے اس کا ذکر کیا جائے ورنہ وہ اسے بتاتا ہی کیوں کہ وہ کون ہے اور کس آدمی سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔ مگر مونیکا۔۔۔۔ پھر ٹپکی مونیکا۔ اس کی طرف سے دھیان ہٹا لینا کتنا مشکل تھا۔ یہ بات پچھلی شام ہی کو طے ہوگئی تھی۔ وہاں سے جزیرہ موبار تک جاتے اور رات کا بیشتر وقت وہیں گزارا جاتا۔ فرسٹ سیکریٹری ان دنوں سفیر کے

ساتھ دورے پر تھا۔ اس لئے مونیکا قطعی آزاد تھی۔ وہ اس موقعے سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا جس قدر بھی ممکن ہو تا لیکن یہ مردود ڈھمپ نہ جانے کہاں سے آکودا تھا۔ خیر دیکھا جائے گا۔!"

وہ سر کو خفیف سی جنبش دے کر اٹھ گیا۔ ٹھیک اُسی وقت ایک ملازم نے کمرے میں داخل ہو کر کسی کی آمد کی اطلاع دی۔ وہ ابھی اس کے بارے میں بتا ہی رہا تھا کہ ایک آدمی دندناتا ہوا کمرے میں گھس آیا۔

"یہ.... یہ.... یہی....!" ملازم اس کی طرف دیکھ کر ہکلایا۔

"تم کون ہو.... یہ کیا حرکت ہے....!" ڈگمور دھاڑا۔

"ٹاپ کراس....!" اجنبی کی آواز سانپ کی پھپھکار سے مشابہ تھی۔

"اوہ.... اچھا.... اچھا....!" ڈگمور سنبھل کر جلدی سے بولا اور نوکر سے کہا۔ "تم جاؤ.... سب ٹھیک ہے۔!"

نوکر نے متحیرانہ پلکیں جھپکائی تھیں اور چپ چاپ چلا گیا۔!

"لیکن یہ طریقہ مناسب نہیں ہے۔!" ڈگمور شکایت آمیز لہجے میں بولا۔

"ایمرجنسی.... تکلفات کی گنجائش نہیں.... چیف نے تمہیں طلب کیا ہے۔!"

"طلب کیا ہے....؟" ڈگمور کے لہجے میں ناگواری تھی۔

"تم میرے ساتھ چلو گے....!"

"میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو.... اور میرے رتبے سے واقف ہو یا نہیں....!"

"ٹاپ کراس....!" اجنبی آنکھیں نکال کر غرایا۔

"مضحکہ خیز... میں نہیں جانتا تھا کہ اسکے آدمی فلمی بدمعاشوں کی سی حرکتیں بھی کرتے ہیں۔!"

"بات نہ بڑھاؤ.... تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔!"

"میں کہتا ہوں نکل جاؤ یہاں سے.... ورنہ....!"

اجنبی نے اتنی پھرتی سے ریوالور نکالا تھا کہ ڈگمور چکرا کر رہ گیا۔ وہ ویسے بھی لڑائی بھڑائی والا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اجنبی ریوالور بغلی ہولسٹر میں ڈال کر اس کے پیچھے چل پڑا۔

وہ اسے کمپاؤنڈ میں کھڑی ہوئی ایک گاڑی کی طرف لے جا رہا تھا۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر اس نے ڈگمور کے لئے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ اس کے بعد خود بھی اسی کے قریب بیٹھ گیا تھا۔!

ڈرائیور کی سیٹ پر ایک آدمی پہلے ہی سے موجود تھا۔ انجن اسٹارٹ ہوا اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔

"ڈگمور کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔ ان میں تنفر آمیز کھنچاؤ بھی پایا جاتا تھا۔ آنکھیں ونڈ اسکرین پر جمی ہوئی تھی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے قریب بیٹھے ہوئے آدمی کی طرف دیکھنا بھی کسر شان سمجھتا ہو۔!"

کچھ دیر بعد گاڑی ایک عمارت کی پورچ میں رکی تھی۔ اجنبی نے نیچے اُتر کر دروازہ کھولا تھا۔ ڈگمور اس کی طرف توجہ دیئے بغیر گاڑی سے اُترا اور برآمدے کے زینے طے کر کے عمارت میں داخل ہو گیا۔ اجنبی باہر ہی رہ گیا تھا۔

"اس طرف جناب....!" اندر ایک بٹلر نے اس کی رہنمائی کی اور اسے اس کمرے کے دروازے تک لے آیا جہاں اُسے پہنچنا تھا۔

ڈگمور غصیلے انداز میں دروازے کو دھکا دے کر کمرے میں داخل ہوا۔

ڈاؤڈن سامنے کھڑا تھا۔ ڈگمور نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"اس حرکت کا مطلب....؟"

"کیسی حرکت....؟" ڈاؤڈن نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"تمہارا آدمی مجھے ریوالور دکھا کر یہاں لایا ہے۔!"

"شاید تم نے آنے سے انکار کیا ہو گا....!"

"اچھا تو پھر....؟"

"تم جانتے ہی ہو کہ میرے فیلڈ ورکرز صرف حکم کی تعمیل کرنا جانتے ہیں۔!"

"اچھی طرح جانتا ہوں تمہارے فیلڈ ورکرز کو....!" ڈگمور کے لہجے میں حقارت تھی۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔!" ڈاؤڈن اسے غور سے دیکھتا ہوا بڑبڑایا۔

"سنو.... میں تمہارا پابند نہیں ہوں....!"

"یہ تم سے کس نے کہہ دیا۔ تم تو صرف ایک پریس اتاشی ہو.... سفیر بھی میرا پابند ہے۔ یقین نہ آئے تو اسی سے دریافت کر لو....!" ڈاؤڈن نے فون کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

ڈگمور ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔!

"تم اچھی طرح جانتے ہو....!" ڈاؤڈن اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "میں جس سرزمین پر بھی قدم رکھتا ہوں وہاں کا سفیر اپنے عملے سمیت صرف باطنی حکومت کو جواب"

ہوتا ہے۔ کیونکہ میں باطنی حکومت کا ایک اہم ترین رکن ہوں۔!"

"پھر بھی میری اپنی ایک پوزیشن ہے.... اسے برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی تیسرے درجے کا فرد مجھے ریوالور دکھائے۔!"

"میں اس تیسرے درجے کے فرد کو تمہارے سفیر کے سر پر بھی مسلط کر سکتا ہوں۔ حکم کی تعمیل کرنا سیکھو ڈگمور.... بیٹھ جاؤ....!" اس نے صوفے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

ڈگمور خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔

"کیوں بلایا ہے....؟" اس نے بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

"پہلے میری ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ پھر اصل معاملے کی طرف آؤں گا۔ اسے قطعی طور پر بھول جاؤ کہ ہم پہلے کبھی بے تکلف دوست تھے۔ باطنی حکومت سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد کسی کا دوست نہیں ہوتا۔ اوپر کے احکامات کی تعمیل میں اپنے بوڑھے باپ کو بھی قتل کر سکتا ہوں۔!"

ڈگمور خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ اس کے تیکھے نقوش قطعی طور پر ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ وہ ڈاؤڈن کی پوزیشن سے اچھی طرح واقف تھا۔ لیکن ساتھ ہی اسے بھی ذہن میں رکھنا تھا کہ کبھی دونوں ہم نوالہ وہم پیالہ بھی رہ چکے تھے اور ڈاؤڈن ہمیشہ اس کا مقروض رہتا تھا۔!

"اب آؤ اصل معاملے کی طرف....!" ڈاؤڈن نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "سرخ لفافہ کہاں ہے....؟"

"میں نے اسے ضائع کر دیا....!" ڈگمور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اس میں کیا تھا....؟"

"ایسا مواد جس پر بلیک میلنگ کا شبہ ہوا تھا۔!"

"اور پھر تھوڑی دیر بعد تم مطمئن ہو گئے....!"

"یقیناً.... جب مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ کس کی حرکت تھی۔!"

"کس طرح معلوم ہوا....؟"

"حرکت کرنے والی نے آگاہ کر دیا تھا....!"

"تو گویا اس عورت نے کسی دوسری عورت کے سلسلے میں تمہیں وہ مواد بھیجا تھا....؟"

"ہاں.... یہی بات تھی....!"

"میں ان دونوں عورتوں کے بارے میں جاننا چاہوں گا....؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"یہ تم مجھ سے کہہ رہے ہو....!"

"میرا نجی معاملہ ہے....!"

"میں نجی معاملات میں بھی دخل اندازی کا اختیار رکھتا ہوں۔!"

"لیکن میں پابند نہیں۔ میرے حلف نامے میں ایسی کوئی بات نہیں تھی جس کی بنیاد پر تم مجھے مجبور کر سکو....!"

"پھر کہتا ہوں کہ ہوش میں رہ کر مجھ سے گفتگو کرو....!"

"میں تمہیں ان عورتوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتاؤں گا.... تم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہو کہ محکمہ خارجہ کو میری سبکدوشی پر مجبور کردو....!"

"اچھی بات ہے.... جاؤ....!" ڈاوڈن ہاتھ ہلا کر بولا۔

لیکن ڈگمور بیٹھا رہا۔

ڈاوڈن بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پھر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"سبکدوشی کے بعد بھی تم باطنی حکومت کی گرفت سے باہر نہیں ہوگے۔ کیونکہ میرے ہی توسط سے تمہارا تعلق اس سے ہوا تھا۔!"

ڈگمور نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی تھی اور چہرے سے لاتعلقی ظاہر کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

دفعتاً ڈاوڈن اس طرح چونکا تھا جیسے اس کو کچھ یاد آگیا.... ڈگمور کو غور سے دیکھا جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"لفافہ موصول ہونے کے بعد سے تم کہیں باہر گئے تھے....؟"

"نن.... نہیں.... کیوں....؟"

"حالانکہ تمہیں اس عورت سے ضرور ملنا چاہئے تھا جس نے یہ حرکت کی تھی۔!"

"میں نے ضروری نہیں سمجھا....!"

"لیکن مجھ پر چڑھ دوڑنا ضروری تھا....؟"

"قدرتی بات ہے.... جب یہ شبہ ہو کہ کوئی دوست بلیک میل کرنا چاہتا ہے تو ردعمل اسی

صورت میں ظاہر ہو گا۔!"

"وہ عورت بھی تمہاری دوست ہی ہو گی دشمن نہ ہو گی.... اور اس چھیڑ چھاڑ کا مقصد یہی ہو گا کہ تم دوسری عورت سے کنارہ کشی اختیار کر لو....!"

"یہی سمجھ لو....!"

"اس کے باوجود بھی تم نے اس عورت سے ملنے کی کوشش نہیں کی تھی۔!"

"نہیں....!"

"قطعی غیر فطری بات ہے....!"

ڈگمور کچھ نہ بولا۔ ویسے وہ کسی قدر نروس نظر آنے لگا تھا۔ کیونکہ سرخ لفافہ تصویر سمیت ب بھی اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود تھا۔ ڈاوڈن کے آدمی نے اتنی مہلت ہی نہیں دی تھی کہ وہ یہاں آنے سے قبل اسے ضائع کر سکتا۔

ڈاوڈن کی عقابی آنکھیں اسے اپنے ذہن میں چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں اور وہ ساکت صامت بیٹھا ہوا تھا۔

"لاؤ نکالو....؟" اچانک ڈاوڈن ہاتھ بڑھا کر بولا۔

"کیا....؟" ڈگمور اچھل پڑا۔

"وہ لفافہ تمہارے پاس ہی موجود ہے....!"

"خبردار میرے قریب نہ آنا....!" ڈگمور اٹھ کھڑا ہوا۔

ڈاوڈن خاموش بیٹھا اسے گھورتا رہا۔ ڈگمور جس انداز میں اٹھا تھا اس کے مقابلے میں ڈاوڈن اروپہ کچھ عجیب لگ رہا تھا۔ ہلکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی اور آنکھوں میں حشیانہ چمک لہرائی۔

اور جیسے ہی ڈگمور دروازے کی طرف بڑھا اس نے بڑی پھرتی سے اٹھ کر اس کی گردن دبوچ لی۔

ڈگمور بھنا کر پلٹا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں تارے ناچ گئے۔ کنپٹی پر پڑنے والا گھونسا ایسا ی شدید تھا سنبھلنے ہی نہیں پایا تھا کہ دوسری کنپٹی پر بھی ضرب لگی۔ ساتھ ہی ڈاوڈن کا قہقہہ بھی کمرے کی محدود فضا میں گونجا تھا۔

ڈگمور فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا اندھیرے کے سمندر میں ڈوب گیا۔ ڈاوڈن نے اس کی جامہ تلاشی لے کر سرخ لفافہ برآمد کر لیا تھا۔

تصویر نکالی اور اس پر نظر پڑتے ہی چونک پڑا۔ پھر اس نے قہر آلود نظروں سے بے ہوش ڈگمور کی طرف دیکھا تھا۔

لفافہ اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ کر وہ پھر سامنے والی کرسی پر جا بیٹھا۔ وہ حقارت آمیز نظروں سے ڈگمور کی طرف دیکھے جارہا تھا۔

کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے....؟" اس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"فون کال ہے چیف....!" باہر سے آواز آئی۔

وہ اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ لیکن اس طرح باہر نکلا کہ اندر نہ دیکھا جاسکے۔

اس کا ایک ماتحت راہداری میں کھڑا تھا۔

"یہاں فون کال....؟" اُس نے حیرت سے پوچھا۔ "کس کی ہے....؟"

"نام نہیں بتایا.... آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔!"

"کیا میرا نام لیا ہے۔؟"

"ہاں چیف....!"

اُس نے مڑ کر بند دروازے کی طرف دیکھا اور اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آ بڑھتا چلا گیا۔

سٹنگ روم میں پہنچ کر اس نے فون کا ریسیور اٹھایا تھا۔

"ہیلو کون ہے....؟"

"ڈاوڈن....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہاں.... میں ہی ہوں.... تم کون ہو....؟"

"بٹیر....!"

"کیا مطلب....!"

"کیا تمہارے آدمیوں نے نہیں بتایا کہ میں بٹیر سے مشابہ ہوں....!"

"کیا بکواس کر رہے ہو....!"

"ڈھمپ تم سے مخاطب ہے.... اس لئے اپنا لہجہ نہ بگڑنے دو....!"

"اوہ.... تو تم ہو....!"

"اور تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ تمہاری زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں۔!"

"شٹ اپ....!"

"میں ایک سال سے تمہارا تعاقب کر رہا ہوں....!"

"کیوں....؟"

"میں اس کا نمائندہ ہوں جسے تم نے جنوبی افریقہ میں ڈبل کراس کیا تھا۔!"

"تم.... یعنی ڈھمپ....!"

"ہاں.... میں ڈھمپ....!"

"تمہارا عمران سے کوئی تعلق نہیں ہے....؟"

"کون عمران....!"

"میں نے پوچھا تھا کہ تم نے عمران سے ساز باز کی ہے....؟"

"میں کسی عمران کو نہیں جانتا.... میلکم ڈوزا کے آدمی کسی دوسرے پر تکیہ نہیں کرتے۔!"

"لیکن میرے معاملات میں ٹانگ اڑانے سے کیا فائدہ....؟"

"میلکم ڈوزا کے آدمی شکاری کتوں کی طرح پہلے کھیلتے ہیں پھر گردن دبوچ لیتے ہیں۔!"

"تمہاری موت آئی ہے....!"

"ہم دونوں میں سے کسی نہ کسی کی ضرور آئی ہے۔!"

"یہ ایک بے مقصد حرکت تھی....!"

"کھیل کا مقصد تفریح ہوتا ہے.... ڈاؤڈن....!"

"میلکم ڈوزا کو غلط فہمی ہوئی تھی جو آج تک رفع نہیں ہو سکی....!"

"اگر وہ غلط فہمی تھی تو تمہیں اسے رفع کرنا چاہئے تھا۔!"

"ڈوزا نے اس کا موقع ہی نہیں دیا تھا....!"

"اچھی بات ہے تو اب میں تمہیں پکڑ کر میلکم ڈوزا کی خدمت میں پیش کردوں گا غلط فہمی رفع کر دینا....!"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم بالمشافہ گفتگو کر سکیں....!"

"فی الحال ممکن نہیں ہے....!"

"آخر کیوں....؟"

"مقامی پولیس سے نہیں الجھنا چاہتا۔ سارا الزام میرے سر گیا ہے۔!"

"احمقانہ دخل اندازی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔!"

"احمقانہ دخل اندازی.... کیا کہہ رہے ہو ڈاؤڈن.... اسی دخل اندازی کی بناء پر تو تمہارا سراغ ملا ہے اور اب تم مجھ سے فراڈ نہیں کر سکو گے۔!"

"بکواس بند کرو.... میں تم سے فراڈ کروں گا....؟"

"بہت جلد ملاقات ہو گی....!" دوسری طرف سے سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ڈاؤڈن ماؤتھ پیس کو گھورتا رہ گیا تھا۔ ریسیور رکھ کر اس نے جبڑے ڈھیلے چھوڑ دیئے اور کچھ سوچنے لگا۔

کمرے سے باہر نکلا راہداری میں اس کا وہی ماتحت موجود تھا جس نے فون کال کی اطلاع دی تھی۔

"پوری طرح ہوشیار رہو....!" اُس نے اس سے کہا۔

"کوئی خاص بات چیف....!"

"ڈھمپ جانتا ہے کہ ہم اس عمارت میں ہیں....!"

"کک.... کیا.... اسی کی کال تھی....؟"

"اسی کی کال تھی.... اور اس کا عمران سے کوئی تعلق نہیں....!"

"اور ہم خواہ مخواہ عمران پر زور دیتے رہے....!"

"خواہ مخواہ نہیں.... اس پر ہر حال میں نظر رکھنی پڑے گی۔!"

"اگر ڈھمپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں تو پھر یہ ڈھمپ....!"

"فکر نہ کرو.... اسے بھی دیکھ لیں گے.... میرے ساتھ آؤ....!" وہ اسی کمرے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ جہاں ڈگمور کو چھوڑ آیا تھا۔



ہوش آتے ہی وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا تھا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی تھی اور اُچھل کر بستر کے نیچے آیا تھا۔

یہ تو اس کی اپنی خواب گاہ تھی۔ جسم پر شب خوابی کا لباس تھا۔

سرخ لفافہ.... وہ سر تھام کر رہ گیا.... دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ جس کی دھمک سر میں محسوس ہو رہی تھی۔

اور پھر جب وہ خواب گاہ سے باہر نکلا تھا تو اس کی بیوی نے والہانہ انداز میں دوڑ کر اس کی مزاج پرسی کی تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہا۔

"تم ٹھیک تو ہو ڈارلنگ آخر ہوا کیا تھا....؟"

"کیا ہوا تھا....؟" بدستور متحیرانہ انداز برقرار رہا۔

"انہوں نے بتایا تھا کہ تم چلتے چلتے گرے تھے اور بے ہوش ہو گئے تھے۔ اگر تمہاری جیب میں تمہارا کارڈ نہ ہوتا تو وہ تمہیں یہاں نہ پہنچا سکتے۔!"

"کک.... کون تھے....؟"

"تین مقامی آدمی....!"

ڈگمور نے طویل سانس لی.... تو یہاں بھی ڈاوڈن نے خانہ خالی نہیں چھوڑا۔

"ڈاکٹر بے ہوشی کی وجہ نہیں بتا سکا۔ اس نے کہا تھا کہ خود بخود ہوش میں آؤ گے اور تمہیں تنہا چھوڑ دیا جائے۔ ہوش میں لانے کی کوشش نہ کی جائے۔" اس کی بیوی نے پر تشویش لہجے میں کہا۔!

"میں نہیں جانتا کہ کیا ہوا تھا.... کچھ یاد نہیں کہ کہاں بے ہوش ہوا تھا....!"

"لیکن دونوں گاڑیاں گیراج میں موجود ہیں....!"

"مجھے ڈاوڈن کا آدمی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اپنی گاڑی پر.... واپسی پر میں نے ٹیکسی سے آنے کا ارادہ کیا تھا.... شائد وہاں سے پیدل ہی آیا تھا۔ سڑک پر.... پھر کچھ یاد نہیں....!"

"تم کبھی اتنی زیادہ پیتے بھی نہیں....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... اور اگر اتنی پی ہوتی تو ڈاوڈن مجھے پیدل نہ روانہ ہونے دیتا۔!"

"اب کہاں جا رہے ہو.... تمہیں آرام کی ضرورت ہے....!"

"تم ٹھیک کہتی ہو....!" وہ پھر خواب گاہ کی طرف چل پڑا.... بیوی ساتھ تھی۔

خواب گاہ میں پہنچ کر بولی۔ "ڈاوڈن نے تمہیں بلوایا تھا....؟"

"ہاں....!" اس نے بستر پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ خود کیوں نہیں آیا تھا....!"

"میں نہیں جانتا....!" ڈگمور جھنجھلا گیا۔ وہ تنہائی چاہتا تھا۔ اسے بہت کچھ سوچنا تھا اور پھر طریق کار بھی متعین کرنا تھا۔ بُرے ہاتھوں میں پڑ گیا تھا۔ تصویر کا ڈاوڈن کے ہاتھ لگ جانا اس کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔

بیوی بستر کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ اس نے کہا۔ "ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اگر تم جاگ رہے ہو تو تمہیں بولتے رہنا چاہئے۔!"

"میں خاموش رہنا چاہتا ہوں....!"

"یہ آدمی ڈاؤڈن میری سمجھ میں نہیں آیا....!"

"تمہیں ضرورت ہی کیا ہے سمجھنے کی....!"

"کیوں نہیں ہے جبکہ تم اسے اپنا ایک بہت پرانا دوست کہتے ہو....!"

"میرا ہی سمجھ لینا کافی ہے....!"

"اس کے آتے ہی تم نے مجھے پہاڑ پر بھیج دیا تھا۔ حالانکہ سیزن اختتام پر تھا۔!"

"کیا میں نے بُرا کیا تھا....!"

"میں یہ نہیں کہتی.... وہ تمہارے ہی ساتھ اس عمارت میں مقیم تھا اور میرے آتے ہی یہاں سے چلا گیا۔!"

"وہ اپنے کسی خاندان کے ساتھ گذارا نہیں کر سکتا جس میں عورتیں بھی شامل ہوں۔ شروع ہی سے ایسا ہے۔!"

"اتنی غیر معمولی بات میں نے کبھی نہیں سنی... کیا وہ آسمان سے ٹپکا تھا یا زمین سے برآمد ہوا تھا۔!"

"عادت ڈارلنگ عادت.... ہو سکتا ہے یوں ہی کرتا ہو....!"

"بہر حال مجھے وہ آدمی پسند نہیں ہے....!"

"تب تو اچھا ہی ہوا کہ یہاں سے چلا گیا....!"

بیوی نے اسے گھور کر دیکھا تھا لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔

ڈگمور نے آنکھیں بند کر لیں اور آہستہ آہستہ کراہنے لگا۔

"کیا کہیں تکلیف ہے....؟" بیوی نے پوچھا۔

"دردِ سر....!"

"ڈاکٹر نے کہا تھا ہو سکتا ہے ہوش آنے کے بعد دردِ سر کی شکایت کریں۔!"

"جہنم میں جھونکو ڈاکٹر کو....!" ڈگمور بستر پر زور سے ہاتھ مار کر بولا۔

"تم نے پہلے کبھی مجھ سے ایسے لہجے میں بات نہیں کی....!"

"پہلے کبھی اس طرح چلتے چلتے بے ہوش ہو کر گرا بھی نہیں تھا۔!"

بیوی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے تھے اور دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔

ڈگمور بھی خاموش ہی رہا۔ اس نے پھر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ بیوی نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا۔ کچھ کہنا چاہا تھا لیکن پھر ارادہ ملتوی کر کے اٹھ گئی۔

ڈگمور نے دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر آنکھیں کھول دی تھیں اور اٹھ بیٹھا تھا۔ دروازہ مقفل کر کے فون کی طرف آیا۔ ڈاوڈن کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ "میں ڈگمور بول رہا ہوں، ڈاوڈن کو اطلاع دو.....!"

وہ ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد ڈاوڈن کی آواز سن کر بولا تھا۔ "تم نے اچھا نہیں کیا۔!"

"کیا اچھا نہیں کیا.....؟"

"لفافہ میری جیب سے نکال کر تم نے اچھا نہیں کیا ڈاوڈن.....!"

"اگر تم دوسری عورت کی نشان دہی کر دو تو وہ تمہیں واپس مل سکتا ہے۔ میرے کسی کام کا نہیں۔ تمہاری حیثیت ہی کیا ہے کہ میں تمہیں بلیک میل کروں گا۔!"

"میں دوسری عورت کی نشان دہی نہیں کروں گا۔!"

دوسری طرف سے ڈاوڈن کا زہریلا سا قہقہہ سنائی دیا تھا اور پھر آواز آئی تھی "اگر وہ کوئی عورت ہوتی تو تم ضرور نشان دہی کر دیتے۔!"

"کک..... کیا مطلب.....!" ڈگمور ہکلایا۔

"بننے کی کوشش نہ کرو.....!" ڈاوڈن کی دھاڑ سنائی دی۔

"تم پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو.....!"

"وہی جو تم سمجھ رہے ہو.....!"

ڈگمور کا سینہ دھونکنی کی طرح پھولنے پچکنے لگا تھا۔

"ہیلو..... تم کیا سوچنے لگے.....!"

"کک..... کچھ نہیں.....!" ڈگمور بدقت بولا۔

"میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ لفافہ تمہیں کس نے بھیجا تھا اور کیوں بھیجا تھا.....!"

ڈگمور کی آواز پھر حلق میں اٹک گئی۔

"وہ تمہیں بلیک میل کر کے میرے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ جس میں وہ

کسی حد تک کامیاب بھی رہا ہے۔!"

"پتا نہیں.... تم....!"

"شٹ اپ.... خود نہیں بتا سکے تو اب مجھی سے سن لو.... فی الحال اس نے تم سے میرا پتا پوچھا ہے اور تم نے اسے صحیح اطلاع دی ہے۔!"

"الزام....!" ڈگمور پھنسی ہوئی آواز میں بولا۔

"بکواس مت کرو.... تم نے اسے میری قیام گاہ کا پتہ بتایا ہے....!"

"کسے بتایا ہے....؟"

"ڈھمپ کو....!"

ڈگمور کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔ جسم کا ریشہ ریشہ کانپنے لگا تھا۔



فون کی گھنٹی بج رہی تھی.... رحمان صاحب نے ریسیور اٹھایا.... دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی تھی۔

"آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہو گا....!"

"کس بات پر....؟" رحمان صاحب کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

"ہانس پریسیا کی بیٹی مانجھا دیکھنا چاہتی ہے....!"

"کیا فضول بات کر رہے ہو.... یہاں رسومات نہیں ہوں گی۔!"

"وہ تو ہو بھی جائیں گی اور آپ کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی۔!"

"مگر ہانس پریسیا کی بیٹی.... یعنی وہی لڑکی جو ڈاکٹر مہ لقا کو لے گئی تھی۔!"

"جی ہاں وہی....!"

"وہ ملتی ہے تم سے....!"

"وہ دیکھئے نا میں نے اس کی جان بچائی تھی....!"

"اور تم اسے گھر لاؤ گے....؟"

"مصلحتاً.... میں بعد میں بتاؤں گا آپ کو....!"

"لیکن میں نے سختی سے منع کر دیا ہے.... رسومات نہیں ہوں گی۔!"

"تو پھر شاید آپ جہیز بھی نہ دیں کیونکہ یہ بھی رسم ہی ہے۔!"

"قطعی نہیں.... اس کی بجائے کیش دینے کا ارادہ ہے....!"

"تب پھر بارات کو کھلانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں.... کیونکہ یہ بھی تو رسم ہی ہے۔ دس دس روپے کے نوٹ باراتیوں کو تھمادوں گا جہاں جی چاہے جاکر کھالیں۔!"

"بکو مت.... میں ایک ضروری کام کر رہا ہوں....!"

"سعیدہ کو فون پر بلوادیجئے....!"

"اچھا....!" رحمان صاحب نے ریسیور میز پر ڈال دیا اور ملازم کو آواز دے کر کہا کہ سعیدہ کو مطلع کردے۔ سعیدہ ان کی بھتیجیوں میں سے ایک تھی۔

آدمی اصول پسند تھے لیکن اس خواہش کو کسی طرح نہ دبا سکے کہ دوسرے انسٹرومنٹ پر ہونے والی گفتگو نہ سنتے اور پھر جب معاملہ عمران کا رہا ہو۔

ریسیور اٹھا کر کان سے لگالیا دوسرے انسٹرومنٹ پر سعیدہ کہہ رہی تھی۔ "کہاں بھائی جان نہ گانا نہ بجانا... ایسا سناٹا ہے جیسے شادی نہیں چوری ہورہی ہو اور آپ ڈھولک کی بات کررہے ہیں۔!"

"ڈھولک تو ہے نا....؟" عمران کی آواز آئی۔

"ہے.... چھپا کر رکھ دی گئی ہے.... کہیں انکل کی نظر نہ پڑجائے۔!"

"تم فکر نہ کرو میں آرہا ہوں.... جشن برپا کرنے.... واہ یہ بھی کوئی بات ہوئی.... میں خود ڈھولک بجاؤں گا.... کیا سمجھتی ہو....!"

"اچھے بھائی جان فوراً آیئے.... دم گھٹا جارہا ہے....!"

رحمان صاحب نے دانت پیسے تھے دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔ "تم لوگ ڈیڈی کو غلط سمجھتے ہو دراصل وہ چاہتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں کچھ نہ ہونا چاہئے.... ویسے بھی یہ ہے قاعدے کی بات بزرگوں کے سامنے ہلا گلا اچھا نہیں لگتا....!"

"تو پھر ہم کیا کریں.... آج کل تو وہ کلب بھی نہیں جارہے....!"

"میرے ڈھولک بجانے پر انہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور جب تک وہ گھر میں رہیں گے خود ہی گاتا بھی رہوں گا.... پھر جب وہ میرا گانا سن کر کلب چلے جائیں تو تم لوگ محفل سنبھال لینا۔!"

"تو پھر آچکئے نا جلدی سے....!"

"پہلے میری ایک بات سن لو....!"

"سنایئے....!"

"میرے ساتھ ایک غیر ملکی لڑکی بھی ہوگی۔ ایشیائی رسم و رواج پر کتاب لکھ رہی ہے۔!"

"اچھا.... اچھا.... وہ فولیاناجشر واٹر....!"

"جی نہیں.... اس کا نام کورنیلیا ہانس پریسیا ہے....!"

"ضرور لائیے.... اسے اردو تو نہیں آتی....؟"

"جی نہیں.... مطمئن رہئے آپ لوگ اردو میں بہ آسانی اس پر ریمارکس پاس کر سکیں گی۔!"

"ارے یہ مطلب نہیں تھا....!"

"بس میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کی موجودگی میں مانجھے کی ساری رسومات ہونی چاہئیں۔ لڑکے والوں کی طرف سے بھی آپ ہی لوگ رسومات ادا کریں گی۔ کیونکہ لڑکے والے تو ہم لوگوں سے بھی زیادہ انگریز ہیں۔!"

"انہیں تو پتہ بھی نہیں کہ یہاں مانجھا وغیرہ ہو رہا ہے....!"

"کیا فرق پڑتا ہے.... اچھا بس....!"

دوبارہ سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی تھی اور رحمان صاحب نے بھی ریسیور رکھ دیا تھا۔ پھر انہوں نے جلدی جلدی لباس تبدیل کیا تھا.... اور گھر سے نکل گئے تھے۔

جلد ہی یہ دونوں خوشخبریاں کوٹھی میں پھیل گئیں.... یعنی عمران جشن برپا کرنے آرہا تھا اور رحمان صاحب تشریف لے گئے تھے۔ ڈھولک نکل آئی۔ لڑکیوں کے قہقہے فضا میں گونجنے لگے۔ البتہ ثریا کا دم نکلا جا رہا تھا۔ وہ بھی رسومات کے خلاف تھی۔ لیکن لڑکیاں کہاں سنتی ہیں۔

سعیدہ کو یقین تھا کہ رحمان صاحب نے دوسرے انسٹرومنٹ پر ان کی گفتگو ضرور سنی ہوگی۔ ورنہ اس طرح غیر متوقع طور پر باہر نہ جاتے۔

بہر حال تھوڑی دیر بعد عمران اپنی مہمان سمیت آپہنچا تھا۔ کورنیلیا کا ایک ایک سے تعارف کرانے کے بعد بولا۔ "اسی لئے گھر سے بھاگا بھاگا پھرتا ہوں....!"

"مجھے تم لوگوں کی یہ بات بہت پسند ہے کہ ایک بڑا سا خاندان بنا کر رہتے ہو۔!" کورنیلیا نے اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا۔

سب نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔

"اگر وہ چلے گئے ہیں تو پھر تمہی لوگ محفل برپا کرو....!" عمران نے کہا۔

"ڈھولک تو آپ ہی بجائیں گے بھائی جان....!" سعیدہ بولی۔

"اور کم از کم ایک گانا بھی ہوگا....!" دوسری نے کہا۔

"یہ کیا کہے گی....!" عمران کورنیلیا کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کہے گی کیا.... یہی سمجھے گی کہ یہ بھی رسم ہی کا ایک حصہ ہوگا۔!"

"یعنی میرا گانا بجانا....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"نہیں یہ مہ رخ کے مانجھے میں گائیں گے۔ اپنے سلیمان کی طرف سے۔!" کسی جانب سے آواز آئی۔

"اپنے ابا سے کہنا تمہارے موقعے پر بھی مجھے یاد رکھیں گے۔!" عمران نے ہانک لگائی قہقہہ پڑا اور وہ بیچاری نہ جانے کہاں جا چھپی۔

سعیدہ عمران کو الگ لے جاکر بولی۔ "آپ لائے تو ہیں اسے.... اگر مہ لقا آگئیں تو کیا ہوگا۔ آج اتوار ہے۔ کلینک بند ہوگا۔!"

"تو تم نے پہچان لیا کہ یہ کون ہے....؟"

"اس نام سے تو پورا شہر واقف ہوگیا ہوگا....!"

"اماں بی کو نہ معلوم ہونے پائے....!"

"مہ لقا آگئیں تو معلوم ہی ہو جائے گا....!"

"ارے بس بھی کرو یہ لق لقا.... انہیں اور کوئی نام ہی نہیں سوجھا تھا۔!"

"آپ بچ کر رہئے گا۔ زیادہ تر آپ ہی کا ذکر رہتا ہے ان کی زبان پر....!"

"کیڑے پڑیں گے زبان میں....!"

"وہ تو کہئے، آنٹی بدلے کی شادی کی قائل نہیں....!"

"جنتی ہونے کی نشانی ہے....!" عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ ڈھولک پر ایک لوک گیت ہو رہا تھا۔

"آپ کی فون کال ہے صاحب....!" ایک ملازم نے اطلاع دی۔

"یہاں فون کال....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"بڑے صاحب ہیں....!"

"اوہ.... اچھا....!" وہ لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔

فون پر بھی رحمان صاحب کی جھنجھلاہٹ محسوس کی جاسکتی تھی۔

"کیا وہ تمہارے ساتھ آئی ہے۔!" انہوں نے عمران کی آواز سنتے ہی پوچھا۔

"جی ہاں ڈھولک کے گیت سن رہی ہے۔!"

"اس کے باپ نے آج ہی رپورٹ درج کرائی ہے کہ وہ تین دن سے غائب ہے۔!"

"ہائیں پریسیانے.....!"

"اس کا باپ جمن خان تو ہو نہیں سکتا۔!" رحمان صاحب غرائے۔

"لیکن وہ تو غائب نہیں ہے۔!"

"گدھے پن کی باتیں نہ کرو.... اُسے فوراً وہاں سے لے جاؤ اور پیچھا چھڑاؤ اپنا....!"

"جی بہت اچھا....!"

"بلکہ اگر وہ وہاں سے تنہا جائے تو اچھا ہے....!"

"اس طرح تو میری گاڑی بھی غائب ہو جائے گی....!"

رحمان صاحب نے مزید کچھ کہے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔ عمران ریسیور رکھ کر تھوڑی دیر تک اپنی گدی سہلاتا رہا۔ پھر اسطرف چل پڑا جہاں محفل برپا تھی اور اشارے سے کورنیلیا کو الگ بلایا۔

"کیا بات ہے....؟" اس نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

"بس اب چلو....!"

"اتنی جلدی.... یہ لڑکیاں بہت اچھی ہیں.... انگلش بول سکتی ہیں۔ کچھ دیر تو اور ان میں رہنے دو....!"

"ضرور رہنے دیتا۔ لیکن کیا تم اس لیڈی ڈاکٹر کا سامنا کر سکو گی جسے ہارلم ہاؤس لے گئی تھیں؟"

"نن.... نہیں....!"

"تو پھر بس نکل چلو.... وہ آرہی ہے.... اس کی فون کال آئی تھی۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا.... اچھا چلو.... ذرا ٹھہرو.... میں لڑکیوں سے معذرت کر آؤں۔!"

"بعد میں تمہاری طرف سے کر لوں گا.... اب چلی ہی چلو....!"

"اچھی بات ہے....!"

وہ اسے باہر کمپاؤنڈ میں لایا اور بولا۔ "تفریح کے لئے بہتیری جگہیں اور بھی ہیں۔!"

"لیکن ایسا ماحول تو نہ ملے گا۔ ساری لڑکیاں مخلص معلوم ہوتی ہیں۔!"

وہ ٹو سیٹر میں بیٹھ گئے.... جس کی روانگی طوفانی رفتار سے ہوئی تھی۔

"دوڑ کا مقابلہ تو نہیں ہو رہا....!" کورنیلیا بولی۔

"تیز رفتاری کا خبط ہے مجھے.... ویسے تم اپنے گھر سے کس وقت نکلی تھیں۔!"

"بس وہاں سے تمہارے ہی پاس آئی تھی۔!"

"ٹھیک ہے تو اب کہاں چلیں....؟"

"جہاں دل چاہے... میں تو اسی ارادے سے نکلی تھی کہ شام تمہارے ہی ساتھ گزاروں گی۔!"

"ساحلی تفریح گاہ کیسی رہے گی....؟"

"ٹھیک ہے....!"

"تمہارے باپ کو پھر کوئی ہدایت ملی ہے....؟" عمران نے سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے ملی ہو.... لیکن میرے علم میں نہیں....!"

"تم نے کبھی خرگوش کا گوشت کھایا ہے....؟"

"مجھے تو تصور ہی سے گھن آتی ہے.... ڈیڈی نے کھایا ہوگا.... ہاں اس دن شاید کہہ تو رہے تھے.... لیکن تم اچانک خرگوش کیوں نکال بیٹھے....!"

"بس یونہی.... پھر کیا باتیں کی جائیں....!"

"تمہارا پیشہ کیا ہے....؟"

"اِدھر کی اُدھر کرتا ہوں.... اور اُدھر کی اِدھر....!"

"کیا بات ہوئی....؟"

"تم اب تک نہیں سمجھیں....!"

"نہیں سمجھی....!"

"یوں سمجھو.... تمہارے لئے ایک ایسا گواہ مہیا کیا تھا جس نے تمہیں پولیس کے چکروں سے بچالیا تھا۔ لیکن تم سے میں نے اس کا معاوضہ نہیں طلب کیا.... کسی دوسرے موکل سے اسی کام کے دس ہزار ملتے۔!"

"خدا کی پناہ.... تو یہ تمہارا پیشہ ہے....؟"

"تمہیں حیرت ہے....!"

"میں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے....!"

"حالانکہ ایک بار تم بھی مجھے اس طرح استعمال کر چکی ہو....!"

"مجبوری تھی.....!"

"اس بھری پُری دنیا میں تم تنہا مجبور نہیں ہو..... اور بھی ہیں۔!'

"اس کے باوجود بھی تم جیسے معصوم صورت آدمی کے لئے یہ پیشہ مناسب نہیں۔!"

"صورت میں نے خود نہیں بنائی۔!"

"لیکن اس پیشے کو ترک کر دینا تو تمہارے اختیار میں ہے.....!"

"مجھے اپنے آرٹ سے لگاؤ ہے.....!"

"تم اس بدمعاشی کو آرٹ کہتے ہو.....!"

"سلیقہ نہ ہو تو بدمعاشی ہی کہلائے گی۔ سلیقہ اسے آرٹ بناتا ہے.....!"

"بدمعاشی بہر حال بدمعاشی ہے.....!"

"کسی قاتل سے اس طرح تعاون کرنا کہ وہ پھانسی سے بچ جائے۔ تمہاری نظروں میں کیسی حرکت ہوگی.....؟"

"کھلی ہوئی بدمعاشی.....!"

"اور تعاون کرنے والے کو کیا کہو گی.....؟"

"انتہائی بدمعاش.....!"

"لیکن میں اسے ایڈوکیٹ کہوں گا..... جو کچھ میں کرتا ہوں اسے تم بدمعاشی کہتی ہو۔ محض اس لئے کہ باضابطہ لیگل پریکٹیشنر نہیں ہوں۔ قانون کی ڈگری بھی ہوتی میرے پاس تو تم مجھے بدمعاش کہنے کی جرأت نہ کر سکتیں۔!"

"مت بور کرو..... کہاں کی بحث چھیڑ دی.....!"

"ابتدا تم نے کی تھی..... اب اعتراف کرو کہ میں ایک باعزت شہری ہوں.....!"

"کر لیا اعتراف اب چپ بھی رہو۔ اس طرح ثابت کرنے بیٹھو گے تو میرے ملک کا پریسیڈنٹ اول درجے کا بدمعاش نکلے گا۔!"

"خیر ہاں تو تم تین دن سے غائب ہو.....!"

"کیا مطلب.....!" وہ چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"تمہارے ڈیڈی نے آج ہی رپورٹ درج کرائی ہے..... اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بڑی گاڑی ہمارا تعاقب کر رہی ہے اور وہ یقینی طور پر پولیس ہی کی گاڑی ہے۔!" عمران نے عقب نما

آئینے پر نظر ڈال کر کہا۔

"کمال ہے.... میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے۔ میں گھر سے سیدھی تمہارے پاس آئی تھی.... اور ڈیڈی اس وقت موجود تھے۔!"

"اگر پولیس نے تمہیں میری گاڑی سے برآمد کر لیا تو تمہارا کیا رویہ ہوگا....؟"

"مجھے سوچنے دو.... اگر ڈیڈی نے اس قسم کی کوئی رپورٹ درج کرائی ہے تو میں اس کی تردید نہ کر سکوں گی۔!"

"اور میری گردن پھنسوا دو گی۔!"

"عجیب بات ہے.... میں تصور نہیں کر سکتی.... لیکن ٹھہرو.... میں یہ کیوں بھول جاتی ہوں کہ ڈیڈی کسی کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے اسی نے انہیں مجبور کیا ہو۔!"

"سوال یہ ہے کہ میری پوزیشن اس وقت کیا ہوگی....؟"

"میں کہہ دوں گی کہ اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ ہوں....!"

"تین دن سے....!"

"اور کیا....!"

"نہیں تم یہ کہو گی کہ تم نے کچھ دیر پہلے مجھ سے لفٹ لی ہے....!"

"اچھی بات ہے.... میں یہی کہوں گی.... لیکن ڈیڈی نے اچھا نہیں کیا....!" اس کی آواز غصیلی تھی۔

پچھلی گاڑی بتدریج قریب ہوتی گئی کیونکہ عمران بھی رفتار گھٹاتا رہا تھا۔

"نہیں پولیس کی گاڑی نہیں معلوم ہوتی۔!" عمران تھوڑی دیر بعد بولا۔

"تب پھر اگر وہی لوگ ہوئے تو....؟"

"ہم دونوں کو پکڑ کر اسی طرح بند کر دیں گے جیسے دونوں ڈاکٹروں کو کیا تھا....!"

"یعنی کہ....!"

"کچھ بھی نہیں خاموش بیٹھو.... مجھے سوچنے دو....!"

پچھلی گاڑی اب بہت قریب آ گئی تھی۔

اور پھر کورنیلیا نے قہقہہ لگایا تھا کیونکہ وہ تو ان کے قریب ہی سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔

"تم بوڑھی عورتوں سے کم وہی نہیں ہو....!" اُس نے کہا۔

"کیوں.... کیوں....؟" عمران چونک پڑا۔

"وہ گاڑی تو آگے نکل گئی اور اب نظر بھی نہیں آ رہی....!"

عمران کچھ نہ بولا... لیکن اسکا منہ اسطرح بگڑا ہوا تھا جیسے بچے کو زبردستی کونین کھلا دی گئی ہو!

"لڑکیاں مجھے راس ہی نہیں آتیں....!" وہ کچھ دیر بعد بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"نجومیوں نے کہا ہے کہ لڑکیوں سے دور رہا کرو....!"

"کیوں....؟"

"دوسروں کے اثرات بہت جلد قبول کر لیتا ہوں.... ایک بار ایک کتا پالا تھا اور چھ ماہ بعد خود بھی بھونکنے لگا تھا۔!"

"غالباً تم کہنا چاہتے ہو کہ لڑکیوں میں رہ کر خود بھی لڑکی ہو جانے کا ڈر ہے تمہیں۔!"

"ہو سکتا ہے....!"

"تم صرف بیوقوف لگتے ہو.... اور کوئی خاص بات نہیں ہے....!"

"تمہارے باپ نے تمہیں کیوں بتایا کہ تم تین دن سے غائب ہو....؟"

"اگر بتا دیتے تو میں گھر سے باہر قدم بھی نہ نکالتی.... کیا سمجھتے ہو.... میں دیدہ و دانستہ تمہیں کسی دشواری میں ڈالنے کی کوشش کروں گی....؟"

"اس سوال کا جواب میرے بس سے باہر ہے....!"

"کیوں....؟"

"لوگ ٹھوڑی سہلاتے سہلاتے نرخرہ پکڑ لیتے ہیں....!"

"کیا میں تمہیں ایسی ہی لگتی ہوں....؟"

"خدا جانے مجھے عورتوں کا کوئی تجربہ....!"

"تب پھر تم مجھے یہیں اس ویران سڑک پر اتار دو....!"

اچانک عمران نے بریک لگائے تھے.... کورنیلیا کے کہنے سے نہیں بلکہ ٹکر سے بچانے کے لئے.... ڈھلان سے اُترتے ہی وہی گاڑی نظر آئی تھی جو کچھ دیر پہلے تعاقب کرتی رہی تھی.... اور اب اس طرح ترچھی کھڑی تھی کہ عمران اپنی گاڑی کی رفتار کم کئے بغیر اس سے آگے نکل ہی

نہیں سکتا تھا.... اور پھر اس کی بھی کہاں گنجائش تھی جتنی دیر میں گاڑی آگے نکالنے کی کوشش کرتا اس سے بھی کم وقت میں دونوں چھلنی ہو کر رہ جاتے کیونکہ سامنے ہی ایک آدمی اسٹین گن لئے کھڑا نظر آیا تھا۔ جس کا رخ ٹوسیٹر کے ونڈ اسکرین کی جانب تھا۔!

"اب بتاؤ....؟" وہ طویل سانس لے کر بڑبڑایا۔

دو آدمی ٹوسیٹر کی طرف بڑھ رہے تھے.... اور تیسرا انہیں اسٹین گن سے کور کئے کھڑا تھا۔

"چپ چاپ نیچے اُتر آؤ....!" ان میں سے ایک بولا۔

"اُتر جاؤ....!" عمران نے کورنیلیا سے کہا۔

"مم.... میں....؟" وہ ہکلائی۔

"اور نہیں تو کیا میں.... بھلا مجھے لے جا کر کیا کریں گے....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں.... تم بھی اترو....!" باہر سے کہا گیا.... یہ تینوں ہی سفید فام تھے۔

"ذرا غور سے دیکھو.... کیا میں تمہیں لڑکی نظر آرہا ہوں....؟" عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"نیچے اترو....!"

"میں تو نہیں اتروں گا.... اگر یہ تمہاری بہن ہے تو شوق سے لے جاؤ.... اس نے مجھ سے لفٹ مانگی تھی.... اغوا کر کے نہیں لے جا رہا تھا....!"

ایک نے ٹوسیٹر کا دروازہ کھولا اور دوسرے نے عمران کو کھینچ کر اتار لینا چاہا۔

"شرافت سے.... شرافت سے....! میں خود اتر آرہا ہوں.... میرے کپڑے خراب نہ ہونے پائیں۔!" عمران اس کا ہاتھ جھٹک کر بولا۔

اسٹین گن والا اور قریب آگیا تھا۔

عمران ٹوسیٹر سے اُتر آیا۔ کورنیلیا بھی اُتری تھی۔

"چلو بیٹھ جاؤ....!" ایک نے دوسری گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔

"اور اپنی گاڑی یہیں کھڑی رہنے دوں.... سڑک پر.... کوئی پار کر لے گیا تو کون ذمہ دار ہوگا؟"

"دیکھو دوست.... اگر تم نے کوئی گڑبڑ کی تو لڑکی مفت میں ماری جائے گی۔!" دوسرا بولا۔

عمران نے محسوس کر لیا تھا کہ کئی بار کے ہزیمت خوردہ لوگ اس وقت خاصے چاق و چوبند نظر آرہے ہیں اور پھر ایک کے ہاتھ میں اسٹین گن بھی ہے کوئی بہکی ہوئی گولیوں کی بوچھاڑ کورنیلیا کو بھی چاٹ سکتی تھی۔

دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے وہ ان کی گاڑی میں داخل ہو گیا۔ کورنیلیا کو اسی کے قریب جگہ ملی تھی اور ایک آدمی عمران کے پہلو سے ریوالور لگائے بیٹھا تھا۔

"یار و میری گاڑی کا کیا ہو گا....!" عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ تمہارا کیا ہو گا....!" کورنیلیا جھنجھلا کر بولی۔

"مجھے تو اپنے بارے میں علم ہو گا کہ میں کہاں ہوں....!"

"تم خاموش ہی بیٹھو تو بہتر ہے....!" ریوالور والے نے کہا۔

"تمہیں بھی میری آواز زہر لگتی ہے کیا....!"

"چپ رہو....!" وہ زور سے بولا۔ عمران نے سہم جانے کی ایکٹنگ کی تھی۔

گاڑی تیز رفتاری سے چلتی رہی۔ عمران کے اندازے کے مطابق ان کی منزل وہی عمارت تھی جہاں سے اس نے ڈاکٹر مہ لقا کو برآمد کیا تھا۔

جو کچھ بھی ہوا تھا اس کے خدشات کے مطابق ہوا تھا۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کورنیلیا کے توسط سے اس پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں۔ تو پھر وہ انہیں اس کا موقعہ کیوں نہ دیتا۔ ڈھمپ والا چکر اسی لئے تو چلایا تھا کہ بحیثیت عمران خود کو غیر متعلق ظاہر کر سکے۔ اپنے ماتحتوں کو بھی اپنی نگرانی سے روک دیا تھا۔ حصول مقصد کے لئے یہ ایک اندھی چال بھی کہی جا سکتی تھی کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ خود کو ان کے سپرد کر دینے کے بعد اس پر کیا گزرے گی۔

"کتنی غیر فطری بات ہوئی ہے....؟" دفعتاً وہ بڑبڑایا تھا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو....؟" ریوالور والا بولا۔

"ارے نہ میں نے پوچھا اور نہ تم نے بتایا کہ جانا کہاں ہے....!"

"تم اچھی طرح جانتے ہو....!"

"کیا جانتا ہوں....!"

"خاموش رہو....!"

"پہلے ہی خاموش کرا دیتے.... سوال کیوں کیا تھا....!"

"اب کہہ رہا ہوں کہ خاموش رہو....!"

"چپ رہو نا....!" کورنیلیا بھی بولی۔

"تم کہتی ہو تو اب نہیں بولوں گا.... لڑکیاں زیادہ عقل مند ہوتی ہیں۔!"

تھوڑی دیر بعد گاڑی اسی عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تھی جس کے بارے میں عمران سوچتا رہا تھا۔

سب سے پہلے اسٹین گن والا اترا تھا۔

"ارے اب بھاگ کر کہاں جاؤں گا....!" عمران گاڑی سے اترتا ہوا بولا۔"اس سے کہو کہ یہ صورت حرام بندوق مجھے نہ دکھائے....!"

"اندر چلو....!"

"ظاہر ہے کہ یہاں لان پر ٹینس کھلانے تو لائے نہیں ہو....دعوت اندر ہی ہوگی....!"

"لڑکی تم.... آگے چلو....!" ریوالور والا بولا۔

"یہاں بھی تم میری توہین کر رہے ہو.... میں لیڈیز فرسٹ کا قائل نہیں ہوں۔!" عمران نے شکوہ کرنے کے سے انداز میں کہا۔

"تم نے تو دماغ چاٹ ڈالا میرا....!"

"اسی لئے تو لیڈیز فرسٹ کا قائل نہیں ہوں.... میں خود فرسٹ.... کئی درجن عورتوں سے اپنے بارے میں یہ رائے سن کر خود فرسٹ کا قائل ہوا ہوں۔!"

"میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ خاموش رہو ورنہ میرا باس تمہاری زبان کاٹ دے گا۔!" ریوالور والے نے کہا۔

"تو پھر کیا وہ صرف میری شکل دیکھنا چاہتا ہے۔!"

وہ ایک کمرے میں لا بٹھائے گئے.... لیکن اسٹین گن بدستور تنی رہی۔

"بس بیٹھے رہیں یونہی....!" عمران نے مایوسانہ انداز میں پوچھا۔

"تم چپ نہیں رہو گے۔!"

"دیکھو دوست.... میں تقریبات کے مواقع پر ایسے گھرانوں میں بلوایا جاتا ہوں جہاں کی خواتین طبعًا کم سخن ہوتی ہیں۔ لیکن اس طرح نہیں بلوایا جاتا جیسے تم لوگ لائے ہو۔!"

"تم خاموش رہونا....!" کورنیلیا گھگھیائی۔

"اچھی بات ہے اب نہیں بولوں گا....!"

تھوڑی دیر بعد ایک طویل قامت اور قوی الجثہ ہپی کمرے میں داخل ہوا۔ گھنی ڈاڑھی اور مونچھوں نے نصف چہرہ چھپالیا تھا اور بڑے بڑے بال پیشانی پر چھائے ہوئے تھے۔ آنکھیں

سرخ اور خوفناک تھیں۔

"ناممکن....!" عمران بول پڑا۔

ہپی جہاں تھا وہیں رک کر عمران کو گھورنے لگا۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "آج کل بڑی پکڑ دھکڑ ہو رہی ہے چرس نہ سپلائی کر سکوں گا۔!"

"تو تم چرس بھی سپلائی کرتے ہو....!" ہپی غرایا۔

"مین بزنس یہی ہے.... آدھے یورپ میں میرا مال جاتا ہے.... میرا سے مراد ہے میرے توسط سے۔!"

"یہ نئی بات معلوم ہوئی ہے....!"

"چرس فروشی کے لئے سائین بورڈ تو نہیں لگائے جاتے۔!"

"میں تم سے چرس نہیں خریدوں گا۔!"

"پھر تمہارے کس کام آسکتا ہوں....!"

"کیا ڈائریکٹر جنرل کو تمہارے پیشے کا علم نہیں ہے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... ورنہ میں اندر ہوتا....!"

"اب علم ہو جائے گا....!"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ تم ایسا کرو گے....!" عمران خوف زدہ لہجے میں بولا۔

"یہی ہوگا.... اگر تم نے میرے سوالات کے تشفی بخش جواب نہ دیئے....!"

"پپ.... پوچھو.... کیا پوچھنا ہے....!"

"تم نے اس لڑکی کے لئے ایک جھوٹا گواہ کیوں مہیا کیا تھا....؟"

"ارے تو کیا تم ڈھمپ ہو....!" عمران اچھل پڑا۔

"سوال میں کروں گا....؟" وہ آنکھیں نکال کر غرایا۔

"اچھا.... اچھا.... دراصل میں لڑکی سے قریب ہو کر دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا چکر ہے.... پولیس بہت دیر لگا دیتی ہے۔!"

"تو پھر تم نے کیا معلوم کیا....؟"

"کھودا پہاڑ نکلا چوہا.... ڈاکٹر نے شاید تم سے کوئی رقم قرض لی تھی۔!"

"مجھ سے....؟"

"اگر تم ڈھمپ ہو تو تم ہی سے.... لیکن اس نے یہ بات صرف مجھے بتائی ہے۔ پولیس کو نہیں.... پولیس سے تو یہ کہا ہے کہ خود اسے بھی حیرت ہے کہ ڈھمپ اس سے کیا چاہتا ہے۔!"

"اور کچھ....!"

"اور کیا.... بس یہی کہنا ہے کہ زیادہ گھپلا نہ کرو.... شادی ہو جانے دو.... یہاں بڑی مشکل سے اچھا رشتہ ملتا ہے....!"

"اس کے بعد....!"

"جس طرح چاہناڈاکٹر شاہد سے اپنی رقم وصول کرالینا....!"

"تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی....!"

"نہیں آئے گی.... یہ صورت حرام بندوق مجھے نروس کر رہی ہے۔!" عمران نے اسٹین گن کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔ "آخر اس کی کیا ضرورت تھی.... ایک خط لکھ کر مجھے بلوا سکتے تھے۔!"

"دیکھو دوست.... تم مجھ سے بھی اڑنے کی کوشش کر رہے ہو.... جبکہ مجھے علم ہے کہ پولیس بعض معاملات میں تم سے مدد لیتی رہتی ہے۔!"

"ڈائریکٹر جنرل کا بیٹا ہوں.... کسی بنئے کی اولاد نہیں ہوں۔!" عمران اکڑ کر بولا۔

"اور تم احمق بھی نہیں ہو.... جیسے کہ نظر آتے ہو....!"

"صورت خدا کی بنائی ہوئی ہے اس پر تنقید نہ کرو ورنہ تم پر قہر ٹوٹے گا۔!"

"میں خدا کو مانتا ہوں اس لئے الفاظ واپس....!"

"واپس کر دیئے....!" عمران برا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"رات کا کھانا تم دونوں میرے ساتھ کھاؤ گے.... اور اس سے قبل ہم مزید گفتگو کریں گے۔!" ہپی نے کہا.... اور عمران اسے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے اس نے کوئی انتہائی عجیب بات کہہ دی ہو۔

"کیا تم لوگوں کو اسی طرح کھانا کھلاتے ہو....!" اس نے بالآخر غصیلی آواز میں پوچھا۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"میری گاڑی غائب ہو گئی ہو گی۔ اگنیشن کی کنجی تک نکالنے کا موقع نہیں ملا تھا۔!"

"فکر نہ کرو.... ایک آدمی وہیں رہ گیا تھا.... تمہاری گاڑی بحفاظت یہاں پہنچ گئی ہے

کمپاؤنڈ میں کھڑی ہے۔!"

"تب تو ٹھیک ہے.....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "شکم سیر ہو کر کھانا کھا سکوں گا.....!"

"آؤ میرے ساتھ..... لڑکی تم فی الحال یہیں ٹھہرو گی.....!" ہپی کورنیلیا کی طرف دیکھ کر بولا۔

عمران کو وہ دوسرے کمرے سے لایا تھا اور اس کے ساتھ اب کوئی مسلح آدمی بھی نہیں تھا۔

"تمہاری ڈاڑھی نقلی معلوم ہوتی ہے..... ڈاکٹر شاہد نے صرف مونچھوں کا ذکر کیا تھا۔!" عمران بولا۔

"سب سے پہلے میں تمہاری یہ غلط فہمی رفع کردوں کہ میں ڈھمپ ہوں.....!"

"نہیں ہو.....!" عمران اچھل پڑا۔

"ہرگز نہیں..... مجھے بھی اس کی تلاش ہے.....!"

"تو پھر تم کون ہو.....؟"

"یہ میں ابھی نہیں بتا سکتا.....!"

"تو پھر ڈاکٹر شاہد سے تمہیں کیا سروکار.....!"

"بس اتنا ہی کہ اس کے توسط سے ڈھمپ تک پہنچنا چاہتا ہوں۔!"

"وہ بے چارا تو یونہی سہا ہوا ہے.....!"

"یقین کرو مجھے ڈاکٹر شاہد یا اس کی بہن سے کوئی سروکار نہیں.....!"

"تمہیں ڈھمپ کی تلاش کیوں ہے.....!"

"وہ ایک خطرناک آدمی ہے اور میرے ملک کے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہے۔!"

"کس ملک سے تعلق ہے تمہارا.....!"

"یہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا.....!"

"تب پھر پاسپورٹ بھی نہ ہوگا تمہارے پاس.....!"

"تم ٹھیک سمجھے ہو..... جس طرح وہ غیر قانونی طور پر تمہارے ملک میں داخل ہوا ہے اسی طرح میں بھی اس کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہوں اور اب مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔!"

"میری مدد کی ضرورت ہے.....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں..... میں یہاں اجنبی ہوں..... تم یہیں کے باشندے ہو..... اسے جلد تلاش کرلو گے۔!"

"اور اگر اس نے جھلا کر شادی نہ ہونے دی تو.....!"

"وہ ایسا نہیں کر سکے گا.... میں بھی تو ہوں تمہاری پشت پر....!"

"بھائی.... وہ بہت خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے اور پاگلوں کی سی حرکت کرتا ہے.... اس نے میرے باپ کی کھانے کی میز پر پروں سمیت آدھا تیتر لگوا دیا تھا اور اس کے نیچے ایک لفافہ بھی تھا۔ لفافے سے تحریر برآمد ہوئی تھی جس کے مطابق مجھے گولی مار دینے کی دھمکی دی گئی تھی محض اس بناء پر کہ میں نے اس لڑکی کے لئے جھوٹا گواہ مہیا کیا تھا....!"

"میرے لئے نئی اطلاع ہے....!"

"لیکن یہ آدھا تیتر کیا بلا ہے....!"

"موت کی علامت.... جنوبی افریقہ کے لوگ اس علامت سے تھراتے ہیں....!"

"اچھی بات ہے تو میں آج سے اپنا نشان آدھا بٹیر قرار دیتا ہوں....!" عمران اکڑ کر بولا۔

"بیوقوفی کی باتیں مت کرو.... سنسنی ان لوگوں کے خلاف پھیلائی جاتی ہے جو سامنے ہوں.... لیکن ٹھہرو.... تم نے بٹیر کا نام کیوں لیا....!"

وہ خاموش ہو کر عمران کو گھورنے لگا۔

"بٹیر تیتر سے زیادہ لذیذ اور دیر تک لڑنے والا پرندہ ہے.... اور پھر ہماری زبان میں ایک محاورہ بھی ہے آدھا تیتر آدھا بٹیر....!"

"اس نے بھی بٹیر ہی کا حوالہ دیا تھا....!" ہپی اسے بدستور گھورتا ہوا بولا۔

"کس نے....!"

"ڈھمپ نے....!"

"تیتر کے سلسلے میں بٹیر سامنے کی چیز ہے.... مختصر سہی لیکن تیتر کا ہمشکل بھی ہوتا ہے۔!"

"تم کہتے ہو تو مانے لیتا ہوں.... ورنہ پہلے تو مجھے کچھ اور شبہ ہوا تھا۔!"

عمران نے قطعی نہ پوچھا کہ کیا شبہ ہوا تھا.... وہ ڈھمپ سے متعلق گفتگو کو طول دینا ہی نہیں چاہتا تھا.... بات سے بات نکلتی ہے اور فکر کے نئے دروازے کھلتے ہیں۔ ہو سکتا تھا کہ وہ آخر کار ڈھمپ کو عمران ہی کا اسسٹنٹ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا۔

"تم کیا سوچنے لگے....!" دفعتاً ہپی بولا۔

"یہی کہ آخر اس طرح پکڑ بلوانے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔!"

"اوہ.... کتنی بار بتاؤں کہ میں تمہاری مدد چاہتا ہوں.... ڈھمپ کے خلاف....!"

"مفت کام نہیں کرتا....!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"مجھے علم ہے کہ تم یہاں کی پولیس کے لئے معقول معاوضے پر کام کرتے ہو....!"

"صرف پولیس ہی کے لئے نہیں بلکہ کبھی کبھی مجرموں کے لئے بھی.... جس کی طرف سے بھی زیادہ معاوضے کا امکان ہو....!"

"معاوضے کا تعین بھی خود تم ہی کرو گے....!"

"نہ میں ڈھمپ کو جانتا ہوں اور نہ اس کا اندازہ لگا سکتا ہوں کہ اس پر ہاتھ ڈالنے میں کتنا وقت درکار ہوگا اور کتنی قوت صرف کرنی پڑے گی۔ اسلئے تم خود ہی ایمانداری سے معاوضے کا تعین کرو۔!"

"اگر مجھ پر چھوڑتے ہو تو بیس ہزار ڈالر....!"

"سوچنے کا موقع دو گے....!"

"اس میں سوچنے کی کیا بات ہے....!"

"بہت سی باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں....!"

"مثلاً.... کوئی ایک بات....!"

"یہ لڑکی.... جو میرے ساتھ ہے مجھے یقین دلانے کی کوشش کرتی ہے.... کہ ڈاکٹر مہ لقا اس کے گھر سے پیدل واپس گئی تھی۔!"

"تمہیں یقین نہیں ہے....؟"

"نہیں....!"

"آخر کس بناء پر....!"

"وہ گاڑی بھی مرسیڈیز ہی تھی جس پر وہ اسے لے گئی تھی۔ لیکن وہ گاڑی ہرگز نہیں تھی جو کنگسٹن کے تھانے پر پکڑی گئی تھی۔!"

"آخر اس لیڈی ڈاکٹر نے تمہیں کیا بتایا ہے....!"

"کچھ بھی نہیں.... اس نے اس سلسلے میں اپنی زبان قطعی بند کرلی ہے۔ لڑکی کے خلاف کوئی بیان بھی نہیں دیا۔!"

"ڈھمپ نے زبان بندی کردی ہوگی۔ اس کا طریق کار بلیک میلنگ ہے اور مجھے اس پر قطعی یقین نہیں ہے کہ ڈاکٹر شاہد ڈھمپ کا مقروض ہوگا میں تو یہ کہتا ہوں کہ فی الحال تم اپنی بہن کی شادی ملتوی ہی کردو.... شریف آدمیوں کو بلیک میل نہیں کیا جاسکتا ڈاکٹر شاہد کی کسی اوچھی

حرکت ہی کی بناء پر وہ اسے بلیک میل کر رہا ہو گا۔!"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں.... ویسے تم بتاؤ کیا یہ لڑکی کورنیلیا سچ مچ اس کی ساتھی نہیں ہو سکتی....!"

"شاید میں نے ابھی تک کوئی ایسی بات نہیں کہی....!" ہپی بولا۔"سب کچھ ممکن ہے میرے دوست....!"

"تو پھر اس لڑکی سے کیونکر پیچھا چھڑایا جائے۔!"

"تمہاری جگہ میں ہوتا تو ایسا ہرگز نہ سوچتا....!"

"کیوں....؟ میں نہیں سمجھا....!"

"ہو سکتا ہے.... یہی لڑکی اس تک رسائی کا ذریعہ بن جائے۔!"

"ٹھیک کہتے ہو.... بڑی معقول بات کہی تم نے....!"

"حسین بھی تو ہے....!" ہپی اپنی بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

"ہوا کرے.... میں اس سے زیادہ حسین ہوں.... عورتیں مجھے متاثر نہیں کر سکتیں۔!"

"میں نے یہ بھی سنا ہے کہ نہ تم شراب پیتے ہو اور نہ عورتوں کے چکر میں رہتے ہو....!"

"بہت بور کرتی ہیں.... اپنے ہی بارے میں گفتگو کرتی رہتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ دوسرے بھی انہیں سے متعلق گفتگو کرتے رہیں.... میں سوچتا ہوں لیمب چاپ کھائے جائیں اور وہ پوچھتی ہے اسمارٹ لگ رہی ہوں نا.... گھنٹوں اپنے زیورات اور ملبوسات کے بارے میں بکواس کرتی رہیں گی.... اپنے ختم ہو جائیں گے تو دوسروں کے....!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" وہ اکتائے ہوئے انداز میں ہاتھ ہلا کر بولا۔

"اچھا تو پھر لیڈ دو.... میں اسے کہاں ڈھونڈھتا پھروں گا.... لیکن ٹھہرو.... یہ لیڈ ڈاکٹر شاہد کے علاوہ ہونی چاہئے.... اسے میں نہیں چھیڑنا چاہتا۔!"

"اسے چھیڑنے سے کوئی فائدہ بھی نہیں.... اگر وہ بلیک میل ہو رہا ہے تو اپنی زبان ہرگز نہیں کھولے گا۔!"

"پھر بات کہاں سے شروع کی جائے....!"

ہپی نے ایک سفارت خانے کا نام لے کر کہا۔"اس کے پریس اتاشی ڈگمور کو جانتے ہو۔!"

"آہا... کیوں نہیں اسے تو ہم چوہدری ڈگمور کہتے ہیں... بہت پیارا آدمی ہے ہمارے کلچر کا رسیا۔!"

"اس پر نظر رکھو....!"

"ارے تو کیا وہ سفارت خانہ بھی....!"

"ہر گز نہیں.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... وہ تو تمہارے ایک دوست ملک کا سفارت خانہ ہے.... وہ ڈگمور ذاتی طور پر.... تم نہیں سمجھے میرا خیال ہے کہ ڈھمپ اسے بھی بلیک میل کر رہا ہے.... ڈگمور عورتوں میں بہت مقبول ہے نا اور اپنی بیوی سے بھی بہت ڈرتا ہے۔!"

"میں سمجھ گیا....!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "اچھی لیڈ دی ہے تم نے....!"

"اور تم خود کو تنہا نہ سمجھنا.... ہم بھی ڈگمور کی نگرانی کریں گے۔!"

"اچھی بات ہے....!"

پھر وہ ہپی کے ساتھ اسی کمرے میں واپس آ گیا تھا جہاں کورنیلیا تھی اور ایک آدمی اب بھی اسٹین گن لئے دروازے کے قریب کھڑا تھا۔

اچانک ایک آدمی دوڑتا ہوا باہر سے آیا اور ہانپ ہانپ کر کہنے لگا۔ "پپ.... پولیس.... پولیس نے چھاپہ مارا ہے.... گھیرے میں لے رہے ہیں عمارت کو....!"

"بھاگو....!" ہپی اچھل کر بھاگا۔

اسٹین گن والا بھی انہی دونوں کے پیچھے دوڑا جا رہا تھا۔

عمران اور کورنیلیا خاموش کھڑے ایک دوسرے کی شکل دیکھتے رہے۔

پھر عمران بولا۔ "تم بھاگ کر کہاں جاؤ گی۔!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"ڈھمپ.... بالآخر اس نے پولیس کی رہنمائی کر دی.... تم تین دن سے غائب ہو نا۔!"

کسی نے باہر سے کال بیل کا بٹن دبایا تھا۔

"چلو....!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا بولا۔

"تت.... تو میرا باپ ڈھمپ ہی کے لئے کام کر رہا ہے۔!"

"تمہارے باپ سے میں تنگ آ چکا ہوں.... اب اس کا ہارٹ فیل ہی ہو جانے دو....!"

"خاموش رہو....!"

باہر بر آمدے میں ایک پولیس کانسٹیبل کھڑا نظر آیا۔

"کیا بات ہے....؟" عمران نے اکڑ کر پوچھا تھا۔

"پڑوسیوں نے آپ کے کتوں کی شکایت کی ہے۔!"

"ہم مہمان ہیں.... مالک مکان سے بات کرو....!" عمران کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ کورنیلیا چپ چاپ اس کے پیچھے چلی جارہی تھی۔

"دیکھا تم نے....!" وہ کسی لڑاکی عورت کے سے انداز میں پلٹ کر بولا۔ "اسی لئے دور بھاگتا ہوں لڑکیوں سے.... کیا ضروری تھا کہ تمہارا باپ بھی ہوتا۔!"

"کیوں خواہ مخواہ بکواس کر رہے ہو.... وہ کون تھا اور تم نے اس سے کیا باتیں کیں....اور پھر اتنی آسانی سے چھوڑ کیوں دیا۔!"

"سوالات پر نمبر لگا کر لاؤ....!" عمران گاڑی میں بیٹھتا ہوا بولا۔ دوسری طرف کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا تھا۔

"پولیس والا کیا کہہ رہا تھا....!"

گاڑی اسٹارٹ ہو کر پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔

"وہ ہپی کون تھا....اور پھر اس طرح تمہیں چھوڑ کیوں دیا....!"

"اور نہیں تو قتل کر کھا جاتا.... چرس کی بات کی تھی....الگ لے جا کر....!"

"تو کیا تم سچ مچ چرس بھی سپلائی کرتے ہو....!"

"اپنے باپ کے عہدے سے کیوں نہ فائدہ اٹھاؤں.... ایکسائز والے میرے مال پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔!"

"تم جھوٹ بول رہے ہو....!"

"گھر سے بھاگی ہوئی لڑکیوں سے جھوٹ بولنے کا کیا فائدہ....!"

"میں گھر سے نہیں بھاگی....!" وہ حلق کے بل چیخی۔

"پھر تمہارے باپ نے گمشدگی کی رپورٹ کیوں درج کرائی ہے۔!"

"میں نہیں جانتی.... کچھ نہیں جانتی.... خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دو....!"

دفعتاً اس نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا تھا۔

گاڑی پھر شہر کی جانب جارہی تھی۔ عمران خاموشی سے اس کی ہچکیاں سسکیاں سنتا رہا۔!

"اب تم مجھے یہیں کہیں اتار دو....!" وہ رو چکنے کے بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"سچ مچ غائب ہو جاؤ گی....!"

"تمہاری بلا سے....!"

"میں محسوس کر رہا ہوں کہ شاید میرا باپ بھی کچھ کر گذرا ہے....!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"وہ پولیس مین جو باہر نظر آیا تھا.... مرغیوں کے ڈاکٹر کا پتہ نہیں پوچھ رہا تھا۔!"

"لیکن تم نے تو کہا تھا....!"

"ختم کرو.... دیکھا جائے گا....!"

"کیا دیکھا جائے گا....!"

"خاموش بیٹھو....!"

اور پھر وہ شہر بھی نہیں پہنچنے پائے تھے کہ کیپٹن فیاض نے انہیں آلیا.... وہ اور اس کے ماتحت دو گاڑیوں میں آئے تھے۔

کورمیلیا فیاض کے محکمے کی گاڑی میں منتقل کردی گئی اور فیاض عمران کے قریب آبیٹھا۔

"کدھر جائیں گا صاب....!" عمران نے کسی پٹھان ٹیکسی ڈرائیور کے سے لہجے میں سوال کیا تھا۔

"جیل روڈ.... مغویہ تمہاری گاڑی سے برآمد ہوئی ہے....!" فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔

"مغویہ.... کیا عربی میں چرس کو کہتے ہیں....!" عمران اچھل پڑا۔

"والد صاحب سے پوچھنا.... سیدھے کوٹھی کی طرف....!"

"تو وہ کانسٹیبل....!"

"میرا ایک ماتحت انسپکٹر تھا.... خاصے فاصلے سے تمہاری گاڑی کا تعاقب کیا گیا تھا۔!"

"خدا کرے تم بھی کانسٹیبل ہو جاؤ....!" عمران کسی بیوہ کی طرح کلکلایا۔



"فضول بکواس....!" رحمان صاحب گرجے.... وہ عمران کی پوری کہانی سن چکے تھے۔

"مجھ پر گزر چکی ہے آپ بکواس کہہ رہے ہیں....!" عمران نے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ اس قصے کو کیوں طول دے رہے ہو....!" وہ پیر پٹخ کر بولے۔

"بہت بہتر....! میں آپ کو ڈاوڈن کا پتا بتائے دیتا ہوں۔ گرفتار کرالیجئے۔! لیکن آپ اس کے خلاف کیا ثابت کرسکیں گے۔!"

"مہ لقا کا بیان ہی کافی ہوگا....!"

"لیکن وہ ڈھمپ کے سلسلے میں بیان دے چکی ہے۔!"

"تمہاری ہی حماقت ہے نا....!"

"اچھا تو پھر اب بتایئے کہ میری حماقت کا ازالہ کیونکر ہو....!"

"میں نہیں جانتا۔!"

"میں اس قصے کو محض اس لئے طول دے رہا ہوں کہ ابھی تک بلیک میلنگ کا مقصد سامنے نہیں آیا ہے.... مجھے صرف اس کا انتظار ہے کہ وہ ڈاکٹر شاہد سے کوئی مطالبہ کرے۔!"

"ان لوگوں کی کوئی حرکت میری سمجھ میں نہیں آرہی....!"

"مثلاً....!"

"آخر اس نے لڑکی کی گمشدگی کی رپورٹ کیوں درج کرائی....!"

"ڈاوڈن کے اشارے پر....اور ڈاوڈن اب مجھے یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ لڑکی ڈھمپ ہی کی ساتھی ہے۔!"

رحمان صاحب کچھ نہ بولے کسی سوچ میں پڑ گئے تھے۔

عمران چپ چاپ اٹھا اور باہر چلا آیا.... کیپٹن فیاض اسے کوٹھی پہنچا کر پہلے ہی جا چکا تھا اور کورنیلیا اُسی کی تحویل میں تھی۔ ہو سکتا تھا باضابطہ طور پر گھر ہی پہنچا دی گئی ہو.... بہر حال عمران کو اس کی قطعی فکر نہیں تھی۔

ابھی راہداری بھی نہیں پار کر سکا تھا کہ رحمان صاحب کی آواز آئی.... "ٹھہرو....!"

عمران رک گیا۔

وہ قریب آکر بولے۔ "جب تک یہ معاملہ طے نہ ہو جائے میں ثریا کی شادی نہیں کر سکتا۔!"

"جب تک آپ شادی نہیں کریں گے معاملہ ہرگز طے نہیں ہوگا۔!"

"کیا مطلب....!"

"شادی کے بعد شاہد مزید پابندیوں میں جکڑ جائے گا.... استعفیٰ دے کر ملازمت سے تو پیچھا چھڑا سکتا ہے لیکن ڈاوڈن کے خیال کے مطابق....!"

"میں سمجھ گیا....!"

"شادی کے بعد ہی اب وہ اپنا مطالبہ پیش کرے گا۔!"

رحمان صاحب چپ چاپ واپسی کے لئے مڑ گئے اور عمران سوچنے لگا تھا کیوں نہ پہلے سلیمان

ہی کی شادی کر دی جائے ورنہ ہو سکتا ہے کہ ثریا کی شادی کے بعد کسی کو اس کا ہوش ہی نہ رہے۔

اس نے سر کو معنی خیز جنبش دی اور کمپاؤنڈ میں نکلا چلا آیا۔ اس وقت یہاں رک کر وقت نہیں ضائع کر سکتا تھا۔

اس نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولا۔ "لڑکی کہاں ہے....؟"

"تم سے مطلب....!" فیاض کی آواز آئی۔

"گمشدگی کی رپورٹ کس تھانے میں درج کرائی گئی تھی....؟"

"میں تمہیں یہ بھی نہیں بتاؤں گا....!"

"تمہاری سب سے چھوٹی سالی کی شادی ہوئی یا نہیں....؟"

"یہ کیا بکواس ہے....؟"

"شادی یا سالی....!"

"کیوں میرا وقت برباد کر رہے ہو....!"

"اب خطوط کشیدہ الفاظ کے معنی بتاؤ....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی تھی۔

عمران نے ہانس پر یسیا کے نمبر ڈائیل کئے.... گھنٹی بجتی رہی تھی۔ لیکن کسی نے ریسیور نہیں اٹھایا تھا۔ ٹیلی فون بوتھ سے برآمد ہوتے وقت سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر شاہد کی طرف سے کوئی ایسی اطلاع نہیں ملی تھی جن کی بناء پر لائحہ عمل تیار کیا جا سکتا.... فی الحال تو بس یہی ہو سکتا تھا کہ دوسری پارٹی کو الجھائے رکھا جاتا.... اور اس کیلئے تھا ڈھمپ والا اسسٹنٹ....!

اب اس کی گاڑی فلیٹ کی طرف جا رہی تھی اور اس نے یہ بھی محسوس کر لیا تھا کہ ٹیلی فون بوتھ سے نکلتے ہی اس کا تعاقب شروع ہو گیا ہے.... یہ بھی ممکن تھا کہ نیلے رنگ کی گاڑی شروع ہی سے پیچھے لگی رہی ہو.... اور اس نے دھیان نہ دیا ہو....!

فلیٹ میں پہنچا تو کوریلیا منتظر نظر آئی.... سلیمان ایک طرف منہ بنائے کھڑا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی بولا۔ "موقع ہی نہیں ملتا.... جب دیکھو کوئی نہ کوئی سر پر سوار ہے۔!"

"کس بات کا موقع نہیں ملتا....!" عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ ضروری باتیں ہیں....!"

"یہ یہاں قیام نہیں کرے گی....!"

"قیام نہیں کرے گی تو ساتھ لے جائے گی۔ شرط لگا سکتا ہوں....!"

"کیا یہ گفتگو مجھ سے متعلق ہو رہی ہے۔!" کورنیلیا بول پڑی۔

"اوہو.... تم کہاں....؟" عمران چونک پڑا.... انداز ایسا ہی تھا جیسا اس کی موجودگی کا علم ہی نہ رہا ہو۔

"میں یہ بتانے آئی ہوں کہ ڈیڈی نے ہرگز کوئی رپورٹ درج نہیں کرائی تھی۔ انہیں اس کا علم ہی نہیں۔!"

"ممکن ہے....!" عمران کا لہجہ خشک تھا۔

"اب اگر تم نے میرے ساتھ چل کر انہیں مطمئن نہ کر دیا تو وہ خودکشی کر لیں گے۔!"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو....!"

"انہیں یقین دلا دو کہ تمہیں ان کی بات پر یقین ہے....!"

"کیا تم اپنا ڈیڈی نہیں بدل سکتیں۔!"

"کیا مطلب....!"

"یہ ڈیڈی کسی اور کے حوالے....اس کا ڈیڈی خود لے لو....!"

"اب تم بھی مضحکہ اڑاؤ گے....!" اس نے گلوگیر آواز میں کہا اور موٹے موٹے آنسو گالوں پر ڈھلکنے لگے۔

"ہاں بے تو کیا کہہ رہا تھا....؟" عمران سلیمان کو گھورتا ہوا بولا۔

"میں شیروانی اور پگڑی میں نہیں جاؤں گا....!"

"تیری ساس کافروں کے لباس میں نکاح کی مخالف ہے....!"

"اب ہم دونوں ہی خودکشی کر لیں گے....!" کورنیلیا اٹھتی ہوئی بولی۔

"بیٹھو....!" عمران ہاتھ ہلا کر غرایا اور سلیمان سے بولا "کافی۔!"

وہ پیر پٹختا چلا گیا....!

"تم دوسروں کی بے بسی سے لطف اندوز ہوتے ہو....!" کورنیلیا تلخ لہجے میں کہتی ہوئی بیٹھ گئی۔

"ہمیشہ نہیں.... کبھی کبھی.... لیکن....!"

"ہاں ہاں کہو.... جو کچھ بھی کہنا ہے کہہ ڈالو رک کیوں گئے....!"

"یقین کرو.... تمہارا باپ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا....!"

"کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"کچھ سمجھ میں آیا ہوتا تو کہہ بھی دیتا....!"

اس ہپی نے تمہیں شیشے میں اتار لیا ہے.... اور وہی میرے باپ کی پریشانیوں کا باعث بھی معلوم ہوتا ہے۔

"ہرگز نہیں.... وہ مجھ سے چرس خریدنا چاہتا ہے۔!"

"میں یقین نہیں کرسکتی۔!"

"تمہاری مرضی....!"

"بہرحال میں مایوس ہو جاؤں.... تم میرے لئے کچھ نہیں کرسکو گے۔!"

"تمہارا باپ کچھ کرنے ہی نہیں دیتا۔!"

"انہوں نے رپورٹ نہیں درج کرائی تھی۔ ان کے فرشتوں کو بھی علم نہیں کب کیا ہو گیا۔!"

"جب تک وہ کسی کی نشاندہی نہ کرے کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔!"

"کیا ہارلم ہاؤز کی نشاندہی کافی نہیں ہے....!"

"وہاں جو شخص رہتا ہے ہماری سوسائٹی میں خاصا مقبول ہے.... اور ایک سفارت خانے کا عہدیدار بھی ہے اس لئے کسی واضح ثبوت کے بغیر اسے بھی نہیں چھیڑا جاسکتا۔!"

"اچھی بات ہے....!" کورنیلیا اٹھتی ہوئی بولی۔ "اب میں خود ہی کچھ کروں گی۔!"

اس بار عمران نے اسے جانے سے نہیں روکا تھا۔

سلیمان کافی لایا تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کیا دیکھ رہا ہے....؟" عمران نے ڈپٹ کر پوچھا۔

"چلی گئیں کیا....؟"

"اور نہیں تو کیا دو چمچے شکر کا نقصان کراتا.... ابھی تیری شادی کے اخراجات بھی برداشت کرنے ہیں۔ قارون تو نہیں ہوں۔!"

"مگر صاحب شیروانی....!"

"شٹ اپ.... جوزف چوڑی دار پاجامے اور شیروانی میں ہوگا۔!"

"وہ کیوں ہوگا....!"

"اور نہیں تو کیا میں تیراشہ بالا بنوں گا....!"

"وہ بنے گا شہ بالا.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"چل کافی بنا.... بکواس نہیں کیا کرتے۔!"

"پتا نہیں آپ کیا کرنے والے ہیں....!" سلیمان مردہ سی آواز میں بولا اور کافی بنانے لگا۔



صرف سلیمان ہی نہیں ان دنوں ہر متعلقہ آدمی سوچ رہا تھا کہ پتا نہیں عمران کیا کرنے والا ہے۔

"مزید دو دن گزر گئے.... اس دوران میں اس نے بحیثیت عمران ڈگمور کی نگرانی بھی کی تھی اور بحیثیت ڈھمپ فون پر دھونستا بھی رہا تھا۔

اس وقت بھی یہی کوشش جاری تھی اور ڈگمور دوسری طرف سے کہہ رہا تھا۔ "وہ ہوشیار ہوگیا ہے.... اسے علم ہوگیا ہے کہ تم نے مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی تھی۔!"

"ہو جانے دو علم....!" عمران ماؤتھ پیس میں بولا۔

"میری پوزیشن خراب ہوچکی ہے.... اب میں کیا کرسکوں گا۔ اب تو تمہیں اس کے حالات سے بھی نہیں آگاہ کرسکتا کیونکہ اب وہ مجھے سارے معاملات سے لاعلم رکھنے لگا ہے۔!"

"سارے حالات کا علم تمہیں پہلے بھی نہیں تھا کیا تم جانتے ہو کہ وہ ڈاکٹر شاہد سے کیا چاہتا ہے۔"

"نہیں میں نہیں جانتا....!"

"تب پھر میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کس حد تک میرے کام آسکتے ہو۔ کیا کرسکتے ہو اور کیا نہیں کرسکتے اور اب تو تمہیں یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ وہ ہے کہاں۔!"

"یہ حقیقت ہے....!" ڈگمور جلدی سے بولا۔

"یہ عمران کون ہے اور اس کا قصہ کیا ہے....!"

"محکمۂ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے۔ وہ بھی ڈاؤڈن میں دلچسپی لے رہا ہے۔ یا یہ سمجھ لو کہ تم میں.... کیونکہ ان دونوں کا اغواء تمہارے ہی نام سے منسلک کیا گیا ہے۔!"

"میں سمجھ گیا.... غالباً یہ اسی آفیسر کا بیٹا ہے جسکی بیٹی سے ڈاکٹر شاہد کی شادی ہونیوالی ہے۔!"

"وہی.... وہی....!"

"اس کی کیا حیثیت ہے....!"

"پولیس کا ایک اچھا مخبر ہے....!"

"اب سمجھ میں آئی بات.... شاید ڈاوڈن یہ سمجھتا ہے کہ ڈاکٹر شوکت نے عمران یا اس کے باپ کو بتادیا ہوگا کہ وہ اسے کیوں بلیک میل کر رہا ہے اور اس سے کیا چاہتا ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ یہی بات ہے.... لیکن تم بتاؤ کہ ڈاوڈن سے کیا چاہتے ہو....!"

"میں.... میں صرف اسے مار ڈالنا چاہتا ہوں....!"

"جب سے وہ تصویر اس کے ہاتھ لگی ہے.... میں بھی یہی چاہتا ہوں مسٹر.... ڈھمپ....!"

"میں اسے بالآخر مار ڈالوں گا.... تم مطمئن رہو.... بہر حال تمہیں یہ سن کر دکھ ہوگا کہ اب مونیکا اس کے پھندے میں پھنس گئی ہے۔!"

"م.... میں نہیں سمجھا....!"

"اسی تصویر کے ذریعے ڈاوڈن نے اسے الجھالیا ہے۔!"

"مجھے علم نہیں تھا....!"

"میں جانتا ہوں.... اور اس جگہ سے بھی واقف ہوں جہاں ان کی ملاقاتیں ہوتی ہیں۔!"

"مجھے بتاؤ.... مجھے بتاؤ.... میں خود ہی اسے مار ڈالوں گا۔!"

"نہیں دوست.... وہ میرا شکار ہے.... میں نے اس کے لئے بڑی محنت کی ہے۔ لہٰذا اپنی محنت کا ثمرہ تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔!"

"اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں....!"

"بس اس کے بارے میں جو کچھ بھی معلوم ہو سکے مجھے بتاتے رہو....!"

"میرا خیال ہے جتنا تم جانتے ہو اس کے بارے میں شاید میں بھی نہیں جانتا۔!" ڈگمور نے کہا۔

"خیر.... بہر حال میں دیکھوں گا کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔!"

عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس کے بعد اس نے سلیمان کو آواز دی تھی.... وہ آلو چھیلتا ہوا دوڑا آیا۔

"ابے ریہرسل ہو رہی ہے یا نہیں....!"

"ک.... کیسی ریہرسل....!"

"جیسے بتایا تھا شیروانی پہن کر....!"

"مجھے شرم آتی ہے....!" سلیمان جھینپ کر بولا۔

"تب تو یہ شادی ہرگز نہیں ہو سکے گی....!"

"میں نے تو کہیں ایسا ہوتے نہیں دیکھا....!"

"میرے گھرانے کی کوئی شادی دیکھی ہے تو نے....!"

"کیسے دیکھ سکتا ہوں.... میری پیدائش سے بھی پہلے کبھی ہوئی ہوگی کوئی شادی۔!" سلیمان جل کر بولا۔

"بس تو پھر وہی کرنا ہوگا جو میں کہہ رہا ہوں....!"

"ارے تو کیا وہ آپ کے خاندان کی ہے....!"

"اس گھر میں اگر کوئی کتے کا پلا بھی پیدا ہوا ہے تو وہ میرے ہی خاندان کا ہے۔!"

سلیمان آلو اور چھری پھینک کر آسمان کی طرف ہاتھ جوڑتا ہوا گڑگڑایا۔ "مولا مجھے ان کے گھر سے پیدا ہونے سے بچائیو....!"

"آمین....!" عمران دھاڑا۔ "شادی کر دینے کے بعد دو جوتے لگاؤں گا اور دونوں کو گھر سے نکال دوں گا۔!"

"ہونے بھی تو دیجئے شادی پھر چاہے قیمہ کر کے رکھ دیجئے گا۔!"

"ایسے ہی ہوگی شادی.... چھوڑ ہانڈی کر ریہرسل....!"

"اس ویو کے بچے کو شہ بالا بنایا ہے... ریڑھ کی ہڈی ہی ٹوٹ گئی تو کیا کرونگا... شادی کر کے۔!"

"نہیں ٹوٹے گی....!"

"ارے باپ رے.... میں کیا کروں....!" سلیمان دانت کچکچا کر بولا۔

"ریہرسل....!"

پھر اس نے جوزف کو آواز دی تھی.... وہ آیا اور بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

"تو نے ریہرسل نہیں کیا آج....!" عمران اسے گھورتے ہوئے بولا اور اسکے دانت نکل پڑے۔

"عجیب رسم ہے باس....!"

"اسے عجیب کہتا ہے.... اور تو جو مشو مبا مشو مبی کرتا رہتا ہے۔!"

"تم لوگ تو مہذب ہو باس....!"

"صاف ستھرے کپڑے پہننے اور روزانہ غسل کرنے کی حد تک....!"

"کہیں اس کے چوٹ نہ آجائے....!" جوزف نے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مر بھی جائے تو پرواہ نہیں.... شادی تو ہو جائے گی....!"

"ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی تھی۔!"

اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔ جوزف اور سلیمان ایک دوسرے کو گھورے جارہے تھے۔

"ہیلو.... کون صاحب ہیں....؟"

"شاہد....!"

"اچھا.... اچھا.... کیا خبر ہے....؟"

"میں احتیاطاً ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے گفتگو کر رہا ہوں....!"

"مناسب ہے....!"

"اس کے باوجود بھی فون پر گفتگو نہیں کر سکتا.... آپ سے کہاں ملوں۔!"

"کوئی خاص بات....!"

"بہت خاص بات.... وہی بات جس کے آپ منتظر تھے....!"

"آہا.... اس ٹیلی فون بوتھ کی نشان دہی کرو....!"

"عوامی سپر مارکیٹ.... کے قریب والا....!"

"مارکیٹوں کے بارے میں صرف سلیمان جانتا ہے.... سڑک کا نام بتاؤ....!"

"آٹھویں شاہراہ....!"

"ٹھیک.... تو اس بوتھ ہی کے قریب کیفے کیہان ہے.... وہیں میرا انتظار کرو....!"

"بہت بہتر....!"

"تمہیں یقین ہے کہ تمہاری نگرانی نہیں ہو رہی....!"

"اس قسم کی کوئی یقین دہانی نہیں کرا سکتا۔ مجھے سلیقہ نہیں ہے یہ سب معلوم کر لینے کا۔!"

"پرواہ نہ کرو.... میں ابھی آیا....!"

"ریسیور رکھ کر وہ ان دونوں کی طرف مڑا....!"

"واپسی پر ریہرسل دیکھوں گا....!"

"بب باس.... وہ پاجامہ ذرا ڈھیلا نہیں ہو سکتا....؟" جوزف نے پُر تکلف لہجے میں پوچھا۔

"کیوں....؟ کیا دشواری ہے....!"

"پنڈلیوں پر بڑی مشکل سے چڑھتا ہے....!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے ایک دوسرے کو پاجامہ پہنانے کی بھی مشق ہو جائے گی۔!"

پھر سلیمان سے اردو میں پوچھا۔ "تجھے تو دشواری نہیں ہوتی پاجامہ پہننے میں....؟"

سلیمان سختی سے دانت بھینچے کھڑا رہا۔

"خیر.... خیر.... جوزف تجھے سب کچھ سمجھا دے گا.... مجھے جلدی ہے.... اور ہاں یہ اتنی رات گئے آلو کیوں چھیلے جا رہے تھے۔ کیا ابھی تک ہانڈی تیار نہیں ہوئی۔!"

"بھوکا مارتا سالا.... جب سے شاڈی کا باٹ ہوا....!" جوزف اردو ہی میں شروع ہو گیا۔ "راٹ بہوٹ ڈیر کرٹا....!"

"ابے میں یہ کیا سن رہا ہوں....!" عمران گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔ "نو بج گئے ہیں اور تو ابھی تک آلو ہی چھیل رہا ہے۔!"

"آپ نے چار بجے لنچ کیا تھا.... اس لئے رات کا کھانا بارہ بجے سے پہلے نہیں کھائیں گے....!" سلیمان بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"ارے تو اس نے کیا قصور کیا ہے....!" عمران جوزف کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"وزن کم کر رہا ہوں سالے کا.... ورنہ یہ شہ بالا مجھے قبر میں دھکا دینے والا ثابت ہو گا۔ ابھی تو میں سناء ابال کر اسے جلاب بھی دوں گا۔!"

"کیوں شامت آئی ہے.... خبردار ایسی کوئی حرکت نہ ہونے پائے....!"

"جلاب کیا ہوٹا.... باس....!" جوزف نے بوکھلا کر پوچھا۔

"اگر آپ نے اسے بتایا تو اسی چھری سے اپنی گردن ریت لوں گا۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" کہتا ہوا عمران دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سڑک کے پول کا بلب فیوز ہو گیا تھا اور ٹو سیٹر اندھیرے میں کھڑی تھی۔ جیسے ہی وہ اسٹیئرنگ پر بیٹھا کوئی سخت سی چیز کمر سے چبھنے لگی.... ساتھ ہی کسی نے آہستہ سے کہا۔ "انجن اسٹارٹ کرو اور جدھر کہوں چلتے رہو....!"

جملہ انگریزی میں ادا کیا گیا تھا.... اور لہجہ غیر ملکی تھا۔ عمران نے بے چون و چرا تعمیل کی تھی اور سڑک پر آتے ہی بولا تھا۔ "کہنی تو ہٹاؤ....!"

"کہنی نہیں ریوالور ہے....!" جواب ملا۔

"اچھا....!" عمران نے اس طرح کہا جیسے مطمئن ہو گیا ہو۔ یا جیسے ریوالور سے زیادہ کہنی کا دباؤ قابل اعتراض رہا ہو۔

"شرشار روڈ کی طرف....!"

"شرشا نہیں شیر شاہ روڈ۔۔۔!" عمران نے تصحیح کی۔

"چلو.... بکواس نہیں....!"

"چل تو رہا ہوں.... لیکن بکواس کیوں نہ کروں....!"

"خاموشی سے....!" ریوالور کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا گیا۔

"تم آخر ہو کون....!" عمران نے ونڈ اسکرین پر نظر جماتے ہوئے پوچھا۔

"ڈھمپ....!" جواب ملا۔

"تم آخر ڈھمپ کیوں ہو....!" بڑی معصومیت سے سوال کیا گیا۔

"میرا نام ہے....!"

"تمہاری طرف ڈھمپ کے کیا معنی ہوتے ہیں....!"

"بس نام ہے....!" جواب ملا۔

"ہماری دیومالا کے ایک کردار کا نام بھی ڈھمپ تھا.... جو مرد ہونے کے باوجود خود ہی بچے بھی جنتا تھا....!"

"میں نے کہا تھا خاموشی سے چلتے رہو....!"

"تمہاری معلومات میں اضافہ کر رہا تھا.... ویسے اگر تم ڈھمپ ہی ہو تو مجھے کیا....؟"

"بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا۔!"

"کیا....؟"

"یہی کہ میں ڈاکٹر شاہد سے کیا چاہتا ہوں....!"

"میں جانتا ہوں....!" عمران خوشی ظاہر کرتا ہوا بولا۔

"کیا جانتے ہو....!"

"یہی کہ اس بار بچہ آپریشن کے بغیر نہیں ہوگا....!"

"خاموش رہو....!"

"اب تو نہ صرف خاموش رہنا پڑے گا بلکہ تمہارے لئے زندگی کی دعا بھی کرنی پڑے گی تاکہ عرصہ تک ڈھمپ رہ سکو....!"

"شٹ اپ....!"

"خیر پھر سہی....!"

گاڑی تھوڑی دیر بعد شیر شاہ روڈ پر جا پہنچی۔ عمران نے کنکھیوں سے بھی اس شخص کی طرف

دیکھنے کی زحمت نہیں گوارا کی تھی۔ ویسے اس نے محسوس کرلیا تھا کہ آدمی خاصا تیز ہے۔ مشکل ہی سے دھوکا کھائے گا اور پھر اسے کچھ زیادہ تشویش بھی نہیں تھی۔ ایک بار پہلے بھی وہ لوگ ایسا ہی ایک ڈرامہ اسٹیج کر چکے تھے۔

گاڑی کی رہنمائی ایک دور افتادہ عمارت کی طرف کی گئی تھی۔

"اجنبی نے عمران کو گاڑی سے اتارا اور صدر دروازے کی طرف لے چلا۔

"کھانے میں کیا ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"پستول کی گولیاں....!"

"شور بے دار یا بھنی ہوئی....!"

"بکواس مت کرو.... آگے بڑھو....!" اس نے ریوالور کی نال سے عمران کو دھکیلا تھا۔

اتنا ہی کافی تھا کچھ کر گذرنے کے لئے.... وہ منہ کے بل زمین پر گرا تھا.... اور گرتے گرتے ہتھیلیاں زمین پر ٹیک کر دولتی چلائی تھی۔

قطعی غیر متوقع حرکت تھی وہ چاروں خانے چت گرا پھر جتنی دیر میں اٹھتا عمران کسی سانپ کی طرح پلٹ کر اس پر چھا گیا۔

پھر اس کی چیخ سن کر شاید اندر سے بھی کچھ لوگ دوڑ پڑے تھے۔ عمران نے گاڑی کا انجن بند نہیں کیا تھا اور غالباً اس نے بھی جلدی میں اس پر دھیان نہیں دیا تھا.... بہر حال قبل اس کے کہ اندر والے باہر پہنچتے عمران گاڑی کو ریورس گیئر میں ڈال چکا تھا۔

کئی فائر ہوئے.... لیکن عمران کے اندازے کے مطابق سب کے سب ہوائی فائر تھے وہ نہایت اطمینان سے نکلا چلا آیا۔ مکان کے آس پاس کوئی دوسری گاڑی بھی نہیں نظر آئی تھی۔

خاصی تیزی سے شہر کی طرف واپس آیا تھا اور آٹھویں شاہراہ پر پہنچا۔ کیفے کیہان تک بھی رسائی ہو گئی لیکن ڈاکٹر شاہد وہاں موجود نہیں تھا۔

شاہد کی کال ریسیو کرنے کے بعد سے اس وقت تک قریباً پون گھنٹہ ضرور گذرا ہو گا۔

پھر اسی ٹیلی فون بوتھ سے جس کی نشاندہی شاہد نے کی تھی اس نے شاہد کے گھر فون کیا تھا۔ کال مہ لقانے ریسیو کی تھی اور بتایا کہ شاہد گھر پر موجود نہیں ہے۔ وہ کچھ دیر تک ٹیلی فون بوتھ کے قریب ہی کھڑا رہا پھر گاڑی میں بیٹھا اور فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔



وہ بڑی بے چینی کی رات تھی۔ فلیٹ میں پہنچ کر بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

"ہیلو....!" عمران نے ریسیور اٹھالیا۔

"کون ہے....!" دوسری طرف سے انگلش میں پوچھا گیا۔

"عمران.... تم کون ہو....!"

"ہپی....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ارے واہ.... کیا بات ہوئی ہے.... بڑے موقع سے فون کیا ہے تم نے....!"

"کیا تم عمران بول رہے ہو....!"

"بالکل.... بالکل.... سنو.... میں نے ڈھمپ کا پتہ لگا لیا ہے۔!"

"کہاں ہے....؟"

"شیر شاہ روڈ پر ایک عمارت ہے.... وہاں....!"

"کون سی عمارت....!"

"جلدی میں نمبر نہیں دیکھ سکا.... اگر تم اپنا کوئی آدمی ساتھ کردو.... تو اسے دکھا سکتا ہوں۔ پولیس کو اس لئے اطلاع نہیں دی کہ پہلے تم اس سے نپٹ لو پھر دیکھا جائے گا۔!"

"تم نے عقل مندی کا ثبوت دیا ہے اور میرے پاس بھی تمہارے لئے ایک اطلاع ہے۔!"

"جلدی بتاؤ.... مجھے نیند آرہی ہے.... اب سونا چاہتا ہوں....!"

"نیند غائب ہو جائے گی خبر سن کر....!"

"تو پھر جلدی کرو....!"

"ڈاکٹر شاہد کو بچانے کی کوشش میں میرا ایک آدمی زخمی ہو گیا ہے۔!"

"کیا ہوا ڈاکٹر شاہد کو....!"

"ڈھمپ کے آدمی اسے پکڑ لے گئے ہیں.... میرا جو آدمی ڈاکٹر شاہد کی نگرانی کر تا رہا تھا زخمی ہو گیا ہے۔!"

"واقعی بُری خبر سنائی تم نے.... لیکن میں بہر حال ڈھمپ کے ایک ٹھکانے سے واقف ہو گیا ہوں.... پہلے وہیں دیکھتے ہیں.... کیا تم میرا ساتھ دو گے....؟"

"میں بالکل تیار ہوں....!"

"کہاں ملو گے....؟"

"اگر معاملہ شیر شاہ روڈ کا ہے تو ہمیں کہاں ملنا چاہئے.... تم ہی جگہ تجویز کرو۔ شیر شاہ روڈ کا نام سنا ہے میں نے....!"

"ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے قریب ملوں گا....!" عمران نے کہا۔

"ہاں میں وہاں پہنچ سکتا ہوں.... تو پھر جلدی کرو....!"

"عمران نے ریسیور رکھ کر جوزف کو آواز دی تھی۔

"یس باس....!" وہ سامنے آکھڑا ہوا۔

"ہڈیاں توڑنے کے موڈ میں ہو....؟" عمران نے سوال کیا اور جوزف کے دانت نکل پڑے۔ آنکھوں میں عجیب سی چمک لہرائی۔

"تیار ہو جاؤں....!" وہ چہک کر بولا۔

"جتنی جلد ممکن ہو....!"

جوزف پھر اپنے کمرے میں جا گھسا.... بہت جلدی میں اس نے اپنا باڈی گارڈ والا مخصوص لباس پہنا تھا.... اور دو منٹ کے اندر اندر پھر عمران کے پاس پہنچ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے....!" عمران نے سر کو جنبش دی تھی۔

وہ باہر نکلے تھے۔ ٹوسیٹر گیراج میں چھوڑ کر عمران نے دوسری گاڑی نکالی تھی۔ ایسی کہ جوزف اس میں بہ آسانی چھپ سکتا تھا۔ گیراج تک پہنچتے پہنچتے عمران نے اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ بعض حالات میں اسے کیا کرنا ہے۔!

"لیکن باس....!" جوزف کافی سوچ بچار کے بعد بولا۔ "اگر وہی لوگ ہیں تو اس حرکت کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔!"

"مجھے یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر شاہد کے مصائب کا باعث ڈھمپ ہی ہے.... چلو اب دیر نہ کرو۔!"

جوزف نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا.... اور عمران اسٹیئرنگ کے سامنے جا بیٹھا تھا۔

گاڑی ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کی طرف روانہ ہو گئی اس وقت سڑکوں پر ٹریفک کا ہجوم نہیں تھا.... اس لئے تیز رفتاری برقرار رہی اور وہ جلد ہی کلب تک جا پہنچے۔ عمران نے گاڑی روکی اور نیچے اتر آیا۔

بائیں جانب سے ایک آدمی اس کی طرف بڑھا تھا.... لیکن یہ ہپی تو نہیں تھا۔

"گاڑی میں بیٹھ جاؤ....!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"اچھا.... اچھا....!" عمران جلدی سے بولا اور جہاں سے اٹھا تھا وہیں بیٹھ گیا۔ وہ آدمی سامنے سے گھوم کر دوسری طرف کے دروازے پر آیا تھا۔

عمران ہی نے اس کے لئے دروازہ کھولا اور وہ اس کے برابر بیٹھ گیا۔

"مجھے وہاں لے چلو.... جہاں کے بارے میں فون پر گفتگو ہوئی تھی۔!" اجنبی نے کہا۔

"چیف نہیں آیا....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"ہمارا چیف احمق نہیں ہے....!"

"اتنے ڈھیر سارے بالوں میں کوئی شخص احمق بھی نہیں رہ سکتا۔!"

عمران نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی آگے بڑھ گئی.... جوزف کا تو عدم اور وجود برابر ہی ہو کر رہ گیا تھا.... گاڑی میں موجود تھا لیکن اجنبی کو شاید شبہ بھی نہیں ہو سکا تھا کہ کوئی تیسرا بھی قریب ہی موجود ہے۔!

"تو تمہارا چیف احمق نہیں ہے....!" عمران نے اجنبی سے سوال کیا۔

"ہاں میں نے یہی کہا تھا....!"

"کہا ہی کیوں تھا.... کیا میں نے پوچھا تھا کہ وہ احمق ہے یا نہیں....!"

"تمہیں شائد توقع تھی کہ وہ خود آئے گا....!"

"میں یہی سمجھا تھا....!"

"اسی لئے میں نے کہا تھا کہ وہ احمق نہیں ہے.... اسے یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ تم پولیس کو تو پیچھے نہیں لگا لائے۔!"

"تب تو ٹھیک ہے اس کی جگہ میں ہوتا تو میں بھی یہی کرتا۔!"

"ذرا تیز رفتاری سے چلو....!"

"میں جانتا ہوں کہ کبھی کبھی پولیس بھی میرے تعاقب میں رہتی ہے.... لیکن اس وقت ایسا نہیں ہوا۔ میں پہلے ہی اطمینان کر چکا ہوں۔!"

گاڑی کی رفتار تیز ہو چکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا "میرے ساتھ تو پولیس نہیں ہے لیکن ہو سکتا ہے اس عمارت میں موجود ہو جہاں ہمیں جانا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہاں ڈھمپ کے آدمیوں نے مجھے گھیر کر فائرنگ بھی کی تھی .... ظاہر ہے کہ شہری آبادی میں فائرنگ کا مطلب ہوتا ہے پولیس کو متوجہ کرلینا....!"

"حیرت ہے کہ تم بچ نکلے....!"

"بچ نکلنے کے علاوہ اور کچھ مجھے آتا ہی نہیں.... ویسے ایک بات پر مجھے حیرت ہو رہی ہے۔!"

"کس بات پر....؟"

"تمہارے چیف نے تمہیں یہ نہیں سکھایا کہ اجنبیوں سے زیادہ باتیں نہیں کیا کرتے۔!"

"تم اب اجنبی تو نہیں رہے ہمارے لئے.... ہم تمہیں اپنا ساتھی سمجھنے لگے ہیں۔!"

"شکریہ.... کبھی محبت بھی کی ہے تم نے....؟"

"تمہارا یہ سوال چکرا دینے والا ہے۔!"

"ہم لوگ بے تکلف ہونے کے بعد سب سے پہلے یہی سوال کرتے ہیں.... اگر تمہیں ناگوار گذرا ہو تو مت دو جواب....!"

"سبھی محبت کرتے ہیں....!" وہ ہنس کر بولا۔

"میں تو نہیں کرتا....!" عمران نے اکڑ کر کہا۔

"ابھی تم نے کہا تھا کہ بچ نکلنے کے علاوہ تمہیں اور کچھ بھی نہیں آتا....!" اجنبی پھر ہنس پڑا۔

"تم ٹھیک سمجھے.... یہی بات ہے....!"

"تو پھر اگر وہاں پولیس ہی ہوئی تو....!" دفعتاً اجنبی نے موضوع بدل دیا۔

"میرے لئے آسانی ہو جائے گی.... اس شخص کو رہا کرالوں گا جسے تمہارے چیف کے بیان کے مطابق ڈھمپ پکڑ کر لے گیا ہے۔!"

"تفصیل کا علم مجھے نہیں ہے۔!"

"خیر.... خیر.... اگر پولیس نظر آئے تو تم گاڑی ہی میں بیٹھے رہنا میں اتر کر دیکھ لوں گا۔"

"لیکن پیچھے والے تو غافل ہوں گے۔!"

"کون پیچھے والے....؟"

"چیف اور دوسرے ساتھی....!"

"اوہ... تب تو دشواری ہوگی.... لیکن ٹھہرو.... کیوں نہ ہم یہیں رک کر ان کا انتظار کرلیں۔!"

"ایسی کوئی ہدایت مجھے نہیں ملی تھی....!"

"تو کیا تم خود کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا....!"

"تب پھر میں تم سے اپنا فیصلہ منوا کر تمہیں خطرے میں نہیں ڈالوں گا....!"

"اوہ تو کیا تم مجھ سے اپنا کوئی فیصلہ منوا سکتے ہو....!"

"چاہوں تو تمہیں ایک ہاتھ سے اٹھا کر باہر بھی پھینک سکتا ہوں.... یونہی خواہ مخواہ شہرت نہیں ہو جاتی کسی کی....!"

وہ کچھ نہ بولا.... لیکن سر گھما کر عمران کو گھورنے لگا تھا۔

گاڑی سنسان سڑک پر فراٹے بھرتی رہی.... آخر عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "مجھے تو پیچھے کوئی گاڑی نہیں دکھائی دیتی۔!"

"ہیڈ لیمپ بجھا دیئے گئے ہوں گے.... لیکن تمہیں آخر اس سلسلے میں تشویش کیوں ہے تم صرف ایک عمارت کی نشاندہی کرنے جا رہے ہو۔"

"کوئی تمہارے باپ کا نوکر ہوں کہ صرف نشاندہی ہی کرنے جا رہا ہوں.... میرا ایک آدمی ہے ڈھمپ کے قبضے میں....!"

"ابھی تو شرافت سے گفتگو کر رہے تھے....!"

"اکتا جاتا ہوں ایک طرح کی گفتگو کرتے کرتے.... ہو سکتا ہے تھوڑی دیر بعد تمہیں گالیاں دینی شروع کر دوں....!"

"مناسب ہوگا کہ اب خاموش ہی رہو....!"

عمران کچھ نہ بولا اس نے بتدریج رفتار کم کرنی شروع کر دی تھی کیونکہ وہ عمارت نزدیک تھی جہاں اسے ڈھمپ کے نام پر لے جایا گیا تھا۔

"کیوں کیا بات ہے....؟" ساتھی نے پوچھا۔

"عمارت نزدیک ہے....!"

"بس مجھے دکھاتے ہوئے آگے نکل چلنا ٹھہرنے کی ضرورت نہیں....!"

"سنو دوست زیادہ آگے نہیں جا سکوں گا....!"

"کیوں....؟"

"مجھے دیکھنا ہے کہ وہ اب بھی اسی عمارت میں ہیں یا نہیں....!"

"میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"مجھ سے صرف یہ کہا گیا تھا کہ عمارت دیکھ آؤں....!"

"تو جہنم میں جاؤ.... میں تمہیں واپس نہیں لے جا سکوں گا....!"

"اچھی بات ہے.... آگے بڑھ کر مجھے اتار دینا....!"

"وہ دیکھو.... وہ رہی عمارت....!" عمران نے بائیں جانب والی ایک عمارت کی طرف اشارہ کیا جس کی کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں۔

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ لوگ بھاگے نہیں.... موجود ہیں....!" ساتھی نے تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

عمران نے صرف سر کو جنبش دی تھی کچھ بولا نہیں تھا۔

تھوڑی دور چلنے کے بعد اس نے گاڑی روک دی.... اور سر گھما کر ساتھی کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہیں اتار دو گے....!"

"ہاں مجھے اس عمارت میں گھسنا ہے....!"

"تنہا....!" ساتھی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بھیڑ بھاڑ کا قائل نہیں ہوں....!"

"ڈھمپ خطرناک آدمی ہے....!"

"تم فکر مت کرو.... کچھ دیر پہلے وہ خود ہی مجھے یہاں لایا تھا لیکن پکڑ نہ سکا۔!"

"تو پھر اب دیدہ و دانستہ موت کے منہ میں کیوں جا رہے ہو....!"

"تم نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا تھا کہ ہپی اور دوسرے ساتھی بھی پیچھے آ رہے ہیں۔!"

"سنو دوست....! مجھ سے جو کچھ کہا گیا تھا وہ میں نے کیا.... یقین کرو میں نہیں جانتا کہ وہ سچ مچ پیچھے آ رہے ہیں یا نہیں....!"

"میں دس منٹ اور انتظار کروں گا... اگر وہ نہیں آئے تو پھر تمہیں میرا ساتھ دینا پڑے گا...!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"تم بھی میرے ساتھ عمارت میں چلو گے....!"

"یہ ناممکن ہے....!"

"اگر نہیں چلو گے تو میں تمہیں مار دوں گا۔!"

"تم.... تم مجھے مارو گے....!" وہ حقارت سے بولا۔

"یقین کرو ایسا ہی ہو گا....!"

"خاموش رہو....!" وہ ناخوش گوار لہجے میں بولا۔ "دس منٹ انتظار کئے لیتے ہیں۔!"

"صرف تم ہی نہیں تمہارا چیف بھی مجھے ڈرپوک معلوم ہوتا ہے۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... اس سے زیادہ دلیر آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔!"

"ابھی گزارے دیتا ہوں....!" کہہ کر عمران نے انجن اسٹارٹ کیا اور یوٹرن لے کر پھر عمارت کی طرف پلٹ پڑا۔

"ارے.... ارے....!" ساتھی بوکھلا گیا لیکن اتنی دیر میں گاڑی پھاٹک سے گزر کر کمپاؤنڈ میں داخل ہو چکی تھی اور اب عمارت کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ساتھی دروازہ کھول کر چلتی گاڑی سے نہ صرف کود گیا تھا بلکہ پھاٹک کی طرف دوڑ بھی لگا دی تھی۔

عمران نے نہایت اطمینان سے گاڑی روکی انجن بند کیا اور نیچے اتر کر دھاڑنے لگا۔

"ڈھمپ کے بچے باہر آؤ.... میں واپس آ گیا ہوں.... نکلو باہر.... اب دیکھوں گا تمہیں۔!"

دروازہ کھلا تھا.... اور کسی نے چیخ کر پوچھا تھا۔ "کون بد تمیز ہے....؟"

"بد تمیز نہیں ہے....!" عمران نے جھلا کر کہا۔ "ڈھمپ کو بلاؤ....!"

"یہاں کوئی ڈھمپ نہیں رہتا....!" جواب ملا۔

"نہیں بہت بڑا ڈھمپ رہتا ہے.... میں ذرا اس کی شکل دیکھنا چاہتا ہوں۔!"

"اندر سے ایک آدمی اور باہر آیا تھا جس کی گھنی مونچھیں ڈھمپ کی مونچھوں کے مماثل تھیں اور اس نے اپنے بال پیشانی پر بکھیر رکھے تھے۔

"سامنے روشنی میں آؤ.... تم کون ہو....!" اس نے گونجیلی آواز میں پوچھا۔

"میں صرف ڈھمپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔!" عمران بولا۔

ٹھیک اسی وقت پولیس کی گاڑی کے سائرن کی آواز سناٹے کا سینہ چیرنے لگی تھی۔

وہ دونوں بے تحاشہ اچھل کر اندر بھاگے.... عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا.... عمارت کی ساری کھڑکیاں تاریک ہوتی جارہی تھیں اور عمارت کے اندر کی بھگدڑ صاف سنائی دے رہی تھی۔

عمران دوڑ کر اپنی گاڑی کے قریب پہنچا۔ سائرن کی آواز اسی گاڑی سے بلند ہو رہی تھی اس

نے پچھلی نشست کی کھڑکی میں جھانک کر کہا۔ "سائرن کا سوئچ آن رہنے دو.... اسٹین گن اور ٹارچ لے کر باہر آجا....!" جوزف نے فوراً ہی تعمیل کی تھی۔

"مگر باس.... تم نے تو کہا تھا کہ ہڈیاں بھی توڑنی ہوں گی....!" اس نے حیرت سے کہا۔

"اگر بھاگ نہ گئے ہوں تو یہ بھی کر لینا.... آؤ میرے ساتھ....!"

وہ عمارت میں داخل ہوئے جوزف ٹارچ روشن کئے ہوئے آگے چل رہا تھا.... اور اسٹین گن عمران کے ہاتھوں میں تھی۔!

لیکن عمارت میں ڈاکٹر شاہد کے علاوہ اور کوئی نہ ملا جو ایک جگہ رسیوں سے جکڑا پڑا نظر آیا تھا۔

"بس اسی طرح اٹھا کر کاندھے پر رکھو اور نکل چلو....!" عمران نے ڈاکٹر شاہد کی طرف اشارہ کر کے جوزف سے کہا۔

"ہاتھ پیر تو کھولئے میرے....!" شاہد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

لیکن عمران خاموش کھڑا رہا۔ جوزف نے اس کے حکم کی تعمیل کی تھی شاہد کو جوں کا توں اٹھایا اور کاندھے پر رکھ لیا۔

اب ٹارچ اور اسٹین گن عمران کے ہاتھوں میں تھیں.... وہ کمپاؤنڈ میں آئے عمران نے شور مچاتی ہوئی گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور شاہد کو اندر ڈال دیا گیا۔

"اب سائرن بند کر کے تو ہی اسٹیئرنگ سنبھال لے....!" عمران نے جوزف سے کہا۔

"کدھر چلنا ہے باس....!"

"واپس گھر....!"

"آپ میری تو سن ہی نہیں رہے....!" ڈاکٹر شاہد سیٹ پر پڑا ہوا بڑبڑایا۔

عمران اس کے قریب بیٹھتا ہوا بولا۔ "سناؤ....؟" اور جوزف سے کہا۔ "چلو....!"

گاڑی ریورس گیئر میں ڈال کر جوزف نے اسے پھاٹک سے باہر نکالا تھا اور شہر کیطرف موڑ دیا تھا۔

"آپ میرے ہاتھ پیر کیوں نہیں کھول رہے....!"

"اب اسی حالت میں تمہارا نکاح اسی وقت ہوگا۔!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"مطلب بھی یہی ہے کہ جو کہہ رہا ہوں.... میں نے تم سے کہا تھا کہ کیفے کیہان میں میرا انتظار کرنا....!"

"وہاں تک پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی.... ٹیلی فون بوتھ سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ کسی نے عقب سے گردن پر ضرب لگائی.... پھر یاد نہیں کہ کیا ہوا آخر یہ لوگ بھاگ کیوں گئے۔!"

"تم سے کیا چاہتے تھے....؟"

"خدا جانے.... مجھ سے کسی نے کوئی بات نہیں کی تھی۔!"

"اب تم پھر ڈھمپ کے خلاف ایک بیان داغ دینا اور پولیس کو بُرا بھلا کہنا کہ وہ ابھی تک ڈھمپ کا سراغ نہیں پاسکی۔ جبکہ وہ اسی شہر میں اب بھی دندناتا پھر رہا ہے۔!"

"لیکن میں اسطرح کب تک پڑا رہوں گا.... آپ میرے ہاتھ پیر کیوں نہیں کھول رہے۔!"

"نکاح کے بعد....!" عمران نے کہا اور کسی قدر توقف سے بولا۔ "تم مجھے کیا بتانا چاہتے تھے۔!"

"پہلے ہاتھ پیر کھولئے پھر بتاؤں گا....!"

"اے تم تو جان کو آگئے.... انہوں نے کتنی دیر تک اسی طرح ڈالے رکھا تھا.... ان کے بھی کان کھائے تھے یا نہیں....!"

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں....!"

"کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آتیں.... اسی لئے تو گھر چھوڑ دیا ہے۔!" عمران نے کہا اور ڈاکٹر کے ہاتھ پیر کھولنے لگا۔ ساتھ ہی کہتا جارہا تھا۔ "تمہاری وجہ سے مشاعروں میں بھی نہیں جاسکتا۔ سیزن شروع ہوگیا ہے....!"

"آپ کو شعر و شاعری سے بھی دلچسپی ہے....؟" شاہد نے حیرت سے پوچھا۔

"بہت زیادہ.... اب یہی دیکھ لیجئے کہ آپ نے جو مصرعہ طرح عنایت فرمایا ہے.... قوافی لکھنے بیٹھا ہوں لیکن غزل نہیں ہو رہی۔!"

"میں کیا بتاؤں سخت شرمندہ ہوں....!" شاہد اٹھ کر سیدھا بیٹھتا ہوا بولا۔

"شرمندہ تو مجھے ہونا چاہئے کہ آپ کا والا ہونے والا ہوں....!"

"آپ پھر موضوع سے ہٹ گئے....!"

"کیا کروں.... تم کچھ پھوٹتے ہی نہیں منہ سے....!"

"اس نے پھر مجھ سے فون پر گفتگو کی تھی میرا خیال ہے کہ وہ آہستہ آہستہ مقصد کی طرف آرہا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"مطلب یہ کہ مجھ سے جو کام لینا چاہتا ہے.... اس کا تعلق میرے پیشے ہی سے ہوگا۔!"

"یہی بتانے کے لئے تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔!"

"جی ہاں....!"

"میاں.... اتنا میں بھی جانتا ہوں کہ وہ کام تمہارے پیشے ہی سے متعلق تھا.... تم سے گھاس کھودنے کو نہیں کہے گا۔!"

"ایک دوسری بات بھی تھی....!"

"وہ بھی جلدی سے بتاڈالو....!"

"میرے خلاف سارا مواد مع نیگیٹیوز یہیں اس کے پاس موجود ہے.... جسے اس کام کے بعد وہ میرے حوالے کر دے گا۔!"

"اچھا تو پھر....؟"

"اگر وہ سب کچھ اس سے پہلے ہی اس کے قبضے سے نکال لیا جائے تو.... پھر مجھ پر اس کا دباؤ بھی نہ رہے گا۔!"

"سامنے کی بات ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"تو پھر کیجئے کوشش....!"

"مقصد معلوم کر لینے سے پہلے میں کچھ بھی نہ کروں گا۔!" عمران خشک لہجے میں بولا۔"اس وقت تم مجھے صرف یہی اہم ترین بات بتانا چاہتے تھے کہ تمہارے خلاف سارا مواد یہیں اس کے پاس موجود ہے ورنہ یہ تو پہلے ہی سے جانتے تھے کہ وہ کام تمہارے پیشے ہی سے متعلق ہوگا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم استعفیٰ کیوں دیتے۔!"

ڈاکٹر شاہد کچھ نہ بولا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔"جب تک وہ اصل مقصد کی طرف نہ آئے اسے اطمینان دلاتے رہو کہ اس کی مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں کرو گے اور تم نے اصل معاملے کی ہم لوگوں کو ہوا تک نہیں لگنے دی۔!"

"بڑی گھٹن میں مبتلا ہوں عمران صاحب....!"

"تم سے زیادہ گھٹن میں میں خود مبتلا ہوں....!"

"تو پھر بلیک میلنگ کے مواد پر قبضہ کرنے کی کوشش کیجئے....!"

"تمہاری عزت بچانے کی خاطر....؟" عمران نے سوال کیا۔

"یہی سمجھ لیجئے....!"

"اور اس کے بعد وہ جو کچھ کرنا چاہتا ہے کسی اور ذریعے سے کر گزرے....!"

"آپ اس طرح کیوں نہیں سوچتے کہ.... کہ....!"

"کہ یہ میری بہن کے مستقبل کا بھی سوال ہے....!"

"یہی.... میں یہی کہنا چاہتا تھا....!" شاہد جلدی سے بولا۔

"لیکن اگر یہ لاکھوں بہنوں کے مستقبل کا سوال بن جائے تو.. سمجھنے کی کوشش کرو۔ ابتداء میں یہ صرف میری بہن کے مستقبل کا سوال تھا لیکن جب یہ معلوم ہو گیا کہ تمہارا سابقہ کن لوگوں سے ہے اور تمہاری پوزیشن انہیں کس قسم کے فائدے پہنچا سکتی ہے تو یہ پوری قوم کے مستقبل کا سوال بن گیا ہے... ڈاکٹر شاہد... میں اپنے خاندان کو پوری قوم پر فوقیت نہیں دے سکتا۔!"

شاہد کچھ نہ بولا۔ اس کے بعد بقیہ راستہ خاموشی ہی سے طے ہوا تھا۔



رحمان صاحب کے محکمے کے لوگ حرکت میں آ گئے تھے۔ انہیں صرف عمران کی تلاش تھی اور عمران کا کہیں پتہ نہ تھا.... خود رحمان صاحب دن بھر اس کے فلیٹ کے نمبر ڈائیل کرتے رہے تھے۔ لیکن ہر بار یہی جواب ملتا کہ وہ ابھی تک واپس نہیں آیا۔

پھر اچانک رات گئے خود عمران کی کال انہوں نے گھر پر ریسیو کی تھی۔

"ڈاکٹر شاہد کے تازہ بیان کے متعلق آپکی کیا رائے ہے!" اس نے رحمان صاحب سے پوچھا۔

"فوراً گھر پہنچو.... فون پر گفتگو نہیں کر سکتا....!" رحمان صاحب جھنجھلا کر بولے۔ "صبح سے تمہاری تلاش جاری ہے۔!"

"کیا گھر پہنچنا ضروری ہے....!"

"بے حد ضروری....!"

ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ بے صبری سے اس کا انتظار کرنے لگے.... آدھے گھنٹے کے اندر اندر عمران گھر پہنچ گیا۔

"کیا کرتے پھر رہے ہو تم....؟" رحمان صاحب اسے دیکھتے ہی دھاڑے۔

"وہ.... وہ پاگل ہو گئی ہے....!"

"کیا بکواس کر رہے ہو....!"

"ہانس پریسیا کی بیٹی.... بارش کا دور دور تک پتا نہیں لیکن وہ صبح سے برساتی پہنے اور چھتری لگائے شہر میں گھومتی پھر رہی ہے۔!"

"اور تم اس کے پیچھے جھک مارتے پھر رہے ہو....!"

عمران کچھ نہ بولا.... وہ انہیں غور سے دیکھنے لگا تھا اور خود رحمان صاحب اس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔ بہت زیادہ فکر مند دکھائی دے رہے تھے۔

"کوئی خاص بات ڈیڈی....!" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"بہت ہی خاص.... شاہد کو علم ہو گیا ہے کہ وہ نامعلوم آدمی اس سے کیا چاہتا ہے۔!"

"اسے نامعلوم نہ کہئے.... کیونکہ میں اسے جانتا ہوں....!"

"کون ہے....!"

"یہ میں بعد میں بتاؤں گا.... پہلے آپ بتائیے کہ شاہد کو کس بات کا علم ہو گیا ہے....؟"

"اس نے جو بات تمہیں پچھلی رات نہیں بتائی اس کا علم مجھے آج ہو گیا ہے۔!"

"ہو سکتا ہے میرا بھی یہی اندازہ ہے کہ وہ مجھے کچھ بتانا چاہتا تھا لیکن پھر ارادہ بدل دیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس کی وجہ بعد کی پکڑ دھکڑ ہی رہی ہو۔ سہم گیا ہوگا۔ بس اسی پر مصر تھا کہ کسی طرح بلیک میلنگ کا مواد متعلقہ آدمی سے حاصل کر لیا جائے۔!"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ شاہد وہ کام کر گزرے گا....!" رحمان صاحب پر تشویش لہجے میں بولے۔

"تو آپ کام کی نوعیت سے آگاہ ہو گئے ہیں....!"

"مشرق وسطیٰ کے ایک ملک کے سربراہ کا معاملہ ہے۔!"

"اوہ....!"

"دل کا مریض ہے.... ماہرین نے آپریشن کا مشورہ دیا ہے.... اور وہ آپریشن یہیں ہونا طے پایا ہے اور شاہد یہاں دل کی سرجری میں سرفہرست ہے۔!"

"خدا کی پناہ....!" عمران اپنا سر سہلانے لگا۔

رحمان صاحب نے ملک اور سربراہ مملکت کا نام بتاتے ہوئے کہا۔ "آج ہی مجھے باضابطہ طور پر اطلاع ملی ہے تاکہ سیکیوریٹی کے انتظامات کئے جا سکیں۔!"

"بہر حال شاہد نے ہمت ہار دی ہے.... یقیناً اسے علم ہو گیا ہے.... پچھلی رات اگر کیفے کیہان پہنچنے سے پہلے ہی وہ دوبارہ نہ پکڑ لیا گیا ہوتا تو شاید سب کچھ بتا دیتا۔!"

"میں تمہیں اس لئے تلاش کر رہا تھا کہ اب تم اس آدمی کی صحیح نشاندہی کر دو.... جو شاہد کو بلیک میل کر رہا ہے۔!"

"میجر ایمری ڈاوڈن.... سازشوں کے ذریعے غیر جانبدار ممالک کو جانبدار بنانے کا ماہر۔!"

"وہ کہاں ہے....؟" رحمان صاحب مضطربانہ انداز میں بولے۔

"آج دن بھر اسی کی تلاش میں رہا ہوں.... جلد ہی اس کے نئے ٹھکانے کا سراغ مل جائے گا.... آپ بے فکر رہئے.... مگر وہ سربراہ یہاں کب پہنچ رہا ہے....؟"

"ایک ہفتے کے بعد....!"

"بہت وقت ہے.... اس سے پہلے ہی ڈاوڈن کو ٹھکانے لگا کر دفن کر دیا جائے گا۔!"

"کیوں بکواس کر رہے ہو....!"

"یہی ہو گا.... اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں.... میں تصدیق کر چکا ہوں کہ وہ اپنے آٹھ آدمیوں سمیت غیر قانونی طور پر ملک میں داخل ہوا ہے۔ اس کی آمد کہیں بھی درج نہیں کی گئی۔ اس لئے اس کی واپسی کی ذمہ داری بھی ہماری حکومت پر نہ ہو گی۔!"

"میں کوئی بے ضابطہ کارروائی ہرگز نہ ہونے دوں گا....!" رحمان صاحب پھر بگڑ گئے۔

"باضابطہ کارروائی کی صورت میں اس پر صرف یہی الزام ہو گا کہ وہ غیر قانونی طور پر ملک میں داخل ہوا ہے۔ آپ کسی طرح بھی ثابت نہ کر سکیں گے کہ وہی شاہد کو بلیک میل کر کے اس سے کوئی غیر قانونی کام کرانا چاہتا تھا اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ڈاوڈن کے ملک کی حکومت کسی طرح بھی اس کا اعتراف نہیں کرے گی کہ ڈاوڈن وہ کام اسی کے اشارے پر کرنا چاہتا تھا۔!"

رحمان صاحب کچھ نہ بولے۔ عمران کہتا رہا۔ "مریض سربراہِ مملکت اُس ملک کا کھلا ہوا مخالف ہے لیکن اس کے بعد سربراہی جس کے حصے میں آنے والی ہے اس کی پرورش ہی اُس ملک میں ہوئی تھی وہ خود کو اُس ملک کا آدھا شہری کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ موجودہ سربراہ کی موت کے بعد جب وہ برسرِ اقتدار آئے گا تو اس کی خارجہ پالیسی ڈاوڈن ہی کے ملک کی موافقت میں ہو گی۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ....!"

"اپنے محکمے کو اس معاملے سے قطعی الگ رکھئے....!" عمران بات کاٹ کر بولا۔

"تم کیا کرو گے....؟"

"بتادوں گا.... ہر بات آپ کے علم میں آئے گی۔ آپ صرف حفاظتی انتظامات کرتے رہئے۔ ڈاوڈن کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیجئے۔!"

"وہ آخر ہے کہاں....؟"

"جہاں بھی ہو گا مجھ سے ضرور رابطہ قائم کرے گا۔ ڈھمپ نے اسے چکرا رکھا ہے۔!"

"ڈھمپ....!" رحمان صاحب بُرا سامنہ بنا کر بولے۔ "وہ پولیس کے ریکارڈ پر بھی آچکا ہے فنگر پرنٹس کا خیال رکھنا....!"

"خصوصیت سے اس کا خیال رکھتا ہوں....!"

"لڑکی کا کیا قصہ ہے....!"

"اسی حلئے میں ماری ماری پھر رہی ہے جو ابھی بیان کر چکا ہوں....!"

"مقصد....؟"

"بس اُسی کا مقصد میری سمجھ میں نہیں آرہا....!"

"ایک بار پھر کہہ دوں کہ بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے....!"

"بے فکر رہئے....!"

عمران کسی اور سے ملے بغیر باہر نکل آیا تھا۔ پھر جب اس کی ٹوسیٹر پھاٹک سے نکل رہی تھی تو راستہ روک لیا گیا۔

کورنیلیا چھتری لگائے سامنے کھڑی تھی اور برساتی بھی پہن رکھی تھی۔

"کیوں جان کو آگئی ہو....!" عمران کراہا۔ "کہاں جانا ہے....؟"

وہ بائیں جانب والے دروازے کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔ عمران نے اس کے لئے دروازہ کھولا اور وہ گاڑی میں بیٹھتی ہوئی بڑبڑائی۔ "ساڑھے بارہ بجے ہیں۔!"

"تم نے آج مجھے کئی بار دیکھا ہے لیکن توجہ نہیں دی....!" وہ منمنائی۔

"توجہ دیتا تو خود بھی تماشہ بن جاتا....!"

گاڑی آگے بڑھ گئی اور کورنیلیا ہنس کر بولی۔ "یہ تو میں نے اس لئے کیا تھا کہ تمہیں فکر پڑ جائے کہ میں نے ایسا کیوں کیا ہے۔!"

"کیا بات ہوئی....!"

"خود ہی تم سے نہیں بولنا چاہتی تھی۔ خواہش تھی کہ تم خود مجھ سے بولو۔ ناراض ہو گئے تھے نا میرے باپ کی حرکت پر....!"

"ارے نہیں....!"

"تو پھر کیوں مجھے چپ چاپ ان لوگوں کے حوالے کر دیا تھا۔!"

"ایسا نہ کرتا تو خود بھی بند کر دیا جاتا.... لیکن تم اتنی رات گئے تک کیوں بھٹکتی پھر رہی ہو؟"

"میرا باپ تم سے ملنا چاہتا ہے۔!"

"اس وقت....!"

"ہاں اسی وقت....!"

"کوئی خاص بات....!"

"میں نہیں جانتی.... تم یہ بتاؤ چلو گے یا نہیں....!"

"سوچنا پڑے گا....!"

"کیا سوچنا پڑے گا۔!"

"یہی کہ تمہارے ساتھ چلوں یا نہ چلوں....؟"

"ہچکچاہٹ کی وجہ....!"

"پتا نہیں وہ خود ملنا چاہتا ہے یا کوئی اور اس کے توسط سے ملنا چاہتا ہے۔!"

"نہیں وہ خود ملنا چاہتا ہے۔ یہ سوال پہلے ہی کر چکی ہوں۔ احمق تو نہیں ہوں۔!"

"اچھی بات ہے چلوں گا.... لیکن اس سے قبل کسی ٹیلی فون بوتھ پر گھر اطلاع دوں گا کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔!"

"ضرور.... ضرور.... تم ہر طرح اپنا اطمینان کر لو....!"

عمران نے ایک ڈرگ اسٹور سے بلیک زیرو کو فون کیا تھا اور جلد ہی گاڑی کی طرف پلٹ آیا تھا۔

"چھتری اور برساتی والی بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔" اس نے انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری پوزیشن صاف کرنا چاہتی تھی۔ یہاں کی پولیس کو جتانا چاہتی تھی کہ کسی قدر دماغ سے اُتری ہوئی بھی ہوں اور خود ہی تمہارے پیچھے پڑی رہتی ہوں۔!"

"اس کی ضرورت نہیں تھی میں ڈائریکٹر جنرل کا بیٹا ہوں....!"

"اچھی بات ہے تو میں ڈائریکٹر جنرل کو یہ باور کرانا چاہتی تھی کہ میرے سلسلے میں میرے باپ کی تشویش بجا تھی۔ اس نے ان کے بیٹے پر اغواء کا الزام نہیں لگایا تھا بلکہ صرف میری گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی۔ ایک نیم دیوانی لڑکی کی گمشدگی کی رپورٹ....!"

"تم سچ مچ کریک معلوم ہوتی ہو....!"

"یہی سمجھ لو....!" کورنیلیا نے کہا پھر چونک کر بولی۔ "یہ تم کدھر لئے جا رہے ہو.... میرے گھر کا راستہ تو نہیں ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

"میری بات کا جواب دو....!"

"تمہارا مکان ایک بھری پُری بستی کے درمیان ہے....!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"تنہائی میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں....!"

"پتا نہیں تم کیا کہہ رہے ہو....!"

"پاگل ہو گیا ہوں....!"

"میں چیخنا شروع کر دوں گی.... مجھے کہاں لے جا رہے ہو....؟"

"پاگل خانے....! تم صبح ہی سے شہر میں اعلان کرتی پھر رہی تھیں کہ پاگل ہو گئی ہو۔!"

گاڑی شہری آبادی سے باہر نکل آئی تھی۔

"اچھی بات ہے.... چلو جہاں چلتے ہو۔ میں ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہوں۔!"

"ارے تو کیا میں بھیڑیا ہوں کہ مجھ سے ڈرو گی۔!"

"کتنی سنسان اور تاریک سڑک ہے....!"

"چھتری کھول لو....!"

"میرا مضحکہ مت اڑاؤ....!"

ٹھیک اُسی وقت ان کی گاڑی پر عقب سے تیز قسم کی روشنی پڑی تھی اور کورنیلیا نے مڑ کر دیکھا تھا۔

"کک.... کسی گاڑی کی.... سس.... سرچ لائٹ....!" وہ ہکلائی۔

"لہٰذا اب مجھے رک جانا چاہئے....!" عمران نے اپنی گاڑی کو بائیں جانب سڑک کے نیچے

اُتارتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کررہے ہو....!"

"اگر ٹائروں کا نشانہ لینے کیلئے سرچ لائٹ کھولی گئی ہے تو میں بڑے خسارے میں رہوں گا۔!"

"پھر ڈرانے والی باتیں کرنے لگے۔!"

دوسری گاڑی قریب آگئی تھی اور اسکی رفتار بھی کم ہوتی نظر آئی۔ پھر وہ اسکے برابر آرکی تھی۔

عمران دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھے بیٹھا رہا.... کورنیلیا خوف زدہ نظروں سے تعاقب کرنے والی گاڑی کو دیکھے جارہی تھی۔!

دفعتاً گاڑی سے آواز آئی۔ "تم دونوں چپ چاپ گاڑی سے اُتر آؤ.... اسٹین گن کی زد پر ہو۔!"

"ارے ان لوگوں نے تو کھلونا بنالیا ہے مجھے....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کک.... کیا.... وہی ہپی....!" کورنیلیا ہکلائی۔

"ڈھمپ بھی ہوسکتا ہے۔!" عمران بولا۔ اور دوسری گاڑی سے پھر کسی نے اُتر آنے کا حکم دیا۔ عمران ہاتھ اٹھائے ہوئے گاڑی سے اترتا ہوا کورنیلیا سے اونچی آواز میں بولا۔

"تم سیدھی میرے باپ کے پاس جانا اور مطلع کردینا....!"

"ہرگز نہیں!" گاڑی سے آواز آئی۔ "لڑکی تم بھی اُترو....!"

"پھر میری گاڑی کا کیا ہوگا۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں سوال کیا تھا۔

دوسری گاڑی سے ایک آدمی اسٹین گن لئے اُترا اور کورنیلیا سے بولا۔ "تم ہماری گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔!"

پھر دوسرا آدمی اسی گاڑی سے اتر کر عمران کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "تم اپنی گاڑی میں بیٹھو۔!"

اس کے ہاتھ میں اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور تھا۔

"یہ ہوئی نا بات لیکن پٹرول کے دام وصول کرلوں گا۔ بارہ روپے گیلن ہوگیا ہے۔!" عمران نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

دوسرا آدمی عمران کو کور کیے ہوئے اسی کی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"اب گاڑی کو موڑ کر واپس چلو....!"

عمران نے انجن بند نہیں کیا تھا۔ چپ چاپ گاڑی آگے بڑھا کر شہر کی طرف موڑ دی۔ اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔

کورنیلیا پہلے ہی دوسری گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔ اب دونوں گاڑیاں آگے پیچھے شہر کی طرف واپس جا رہی تھیں۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد عمران سے گاڑی کو ایک کچے راستے میں موڑنے کے لئے کہا گیا۔

"میرے پاس کوئی فالتو پہیہ نہیں ہے.....!" عمران گڑبڑا کر بولا۔

لیکن برابر بیٹھے ہوئے آدمی نے کچھ کہنے کی بجائے اس کے بائیں پہلو پر ریوالور کی نال کا دباؤ بڑھا دیا تھا۔

"آخر یہ ڈھمپ میرے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے۔؟" عمران پھر بولا۔

"چپ چاپ بیٹھے رہو ورنہ ٹریگر دب جائے گا۔!" جواب ملا تھا۔

عمران نے حسبِ عادت احمقانہ انداز میں دیدے نچائے تھے لیکن اندھیرے میں کون دیکھتا ہے۔

سناٹے میں گاڑیوں کا شور دور دور تک پھیل رہا تھا۔ بالآخر ایک جگہ عمران سے گاڑی روکنے کے لئے کہا گیا تھا۔

انجن بند کر دیئے گئے۔ لیکن اب دوسرے قسم کے شور سے فضا میں برہمی پھیلی ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قریب ہی کوئی کارخانہ ہو..... وہ مشینوں ہی کے چلنے کی آواز تھی اور پھر ذرا دیر میں عمران کو معلوم ہو گیا کہ وہ کہاں لایا گیا ہے۔ وہ غیر ملکی اشتراک سے قائم کئے ہوئے ایک کارخانے کے قریب لائے گئے تھے جہاں کیمیاوی کھاد بنائی جاتی تھی۔ فضا میں اندھیرے نے اس تاثر کو دوسروں تک نہ پہنچنے دیا۔ ان سے ایک جانب چلنے کو کہا گیا ٹارچ کی روشنی میں راستہ طے کرتے ہوئے وہ ایک عمارت تک پہنچے تھے جو اسی کارخانے کے احاطے میں واقع تھی۔

ان دونوں کو عمارت کے ایک کمرے میں بٹھا دیا گیا اور ریوالور والا دروازے پر کھڑا رہا۔ خاصا چاق و چوبند دکھائی دیتا تھا۔ عقابی نظریں ان دونوں پر تھیں۔ تیور ایسے ہی تھے کہ کسی نے بھی جنبش کی اپنی جگہ سے اور ہوا فائر۔

کورنیلیا گم سم تھی۔ ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئی تھیں۔

"اب کیا خیال ہے۔!" عمران آہستہ سے بولا اور کورنیلیا چونک پڑی پھر اس طرح عمران کی طرف دیکھا تھا جیسے وہ اس کے لئے قطعی اجنبی ہو۔!

"میرا خیال ہے کہ اب تم بالکل پاگل لگنے لگی ہو۔!"

"فضول باتیں نہ کرو..... یہ سب تمہاری حماقت کا نتیجہ ہے۔!" وہ بالآخر بولی۔

"کیا تم دونوں ایک دوسرے کو بہت عزیز رکھتے ہو.....!" دروازے کی طرف سے آواز آئی اور عمران اچھل پڑا۔ سامنے وہی ہپی کھڑا دکھائی دیا جس نے ایک بار پہلے بھی انہیں گھیرا تھا۔

"ارے واہ تو یہ تم ہو.....!" عمران نے قہقہہ لگایا۔

ہپی اسے خاموشی سے گھورتا رہا۔

"میں سمجھا تھا شاید ڈھمپ کے ہتھے چڑھ گیا ہوں۔!" عمران نے کہا۔

"چرس لائے ہو.....؟" ہپی نے سوال کیا۔

"چرس نہیں اس وقت اسے برس کہیں گے کیونکہ اس نے برساتی پہن رکھی ہے۔!" عمران نے کورنیلیا کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"شٹ اپ.....!" وہ حلق پھاڑ کر دھاڑا۔

"ارے تم تو سیر لیس ہو گئے.....!"

"ڈاکٹر شاہد کہاں ہے.....!"

"میری جیب میں رکھا ہوا ہے نکال لو.....!"

"میں تمہیں قتل کر دوں گا..... ورنہ بتاؤ.....!"

"قتل کے بعد پوچھ لینا بتادوں گا۔!" عمران نے کہا اور کورنیلیا کی طرف دیکھ کر بولا۔ "یہ شخص خود ہی ڈھمپ ہے۔ مجھے چلا ہے بیوقوف بنانے۔!"

"مم..... مگر ڈھمپ کا حلیہ.....!" کورنیلیا نے خوف زدہ آواز میں کہنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جملہ پورا نہ کر سکی۔

"یہ سر اور چہرے کا جنگل مصنوعی ہے۔ میک اپ.....!" عمران ہپی کی طرف شوخ نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"اب تم اپنی بکواس بند کر دو..... اور مجھے بتاؤ کہ تم نے شاہد کو کہاں چھپا رکھا ہے۔ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ تم اسے تین دن پہلے ڈھمپ کی قید سے آزاد کرا لے گئے تھے۔!"

"اور تمہارا آدمی دم دبا کر بھاگ گیا تھا۔!" عمران نے حقارت سے کہا۔

"اسی رات تو مجھے اندازہ ہوا ہے کہ ڈھمپ تمہارا ہی اسسٹنٹ ہو سکتا ہے۔!"

"میرا اسسٹنٹ.....!" عمران نے حیرت سے کہا۔ "وہ کس طرح مائی ڈیئر ہپی.....؟"

"جس طرح تم اسے للکار رہے تھے اس سے میں نے یہی اندازہ لگایا تھا..... کوئی سمجھ دار

آدمی اس قسم کی حرکت نہیں کر سکتا جیسی تم نے کی تھی۔!"

"سمجھ دار آدمی نا.... میں سمجھ دار کب ہوں.... اب یہی دیکھ لو کہ تمہارا ایک آدمی مجھ پر ریوالور تانے کھڑا ہے۔ اگر سنک جاؤں تو اس کی پرواہ کئے بغیر تمہارے جبڑے پر ایک عدد گھونسہ رسید کر سکتا ہوں۔!"

"چچ.... چپ رہو.... کیا.... کک.... کر رہے ہو....!" کورنیلیا روئے دے رہی تھی۔

"واقعی تمہارا ہی کہنا مان لینا چاہئے تھا!" عمران اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "چلا چلتا تمہارے گھر!"

"تم جہاں کہیں بھی ہوتے تمہیں یہیں آنا پڑتا۔!" ہپی غرایا۔ "میرے آدمی صبح سے لڑکی کا تعاقب کرتے رہے تھے۔!"

"اور پہنو برساتی اور لگاؤ چھتری خشک موسم میں....!" عمران کورنیلیا کی طرف دیکھ کر ہاتھ نچاتا ہوا بولا۔ "خدا کا شکر ہے کہ مقامی لفنگے تمہاری طرف متوجہ نہیں ہوئے ورنہ اس وقت تم دھوتر مچھلی کا سوپ پی رہی ہوتیں۔!"

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو.... اور ڈاکٹر شاہد کا پتا بتاؤ....!"

"چار سو بیس ڈارلنگ اسٹریٹ....!"

"اس کے پیر میں فائر کرو....!" ہپی مڑ کر دھاڑا۔

لیکن عمران نے فائر ہونے سے پہلے ہی ہپی پر چھلانگ لگا دی تھی۔ کورنیلیا چیخنے لگی۔ فائر ہوا تھا لیکن بے مصرف... کورنیلیا دوڑ کر ایک گوشے میں جا کھڑی ہوئی تھی اور بُری طرح کانپ رہی تھی۔

ہپی دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ ریوالور والے نے کمرے میں داخل ہو کر عمران پر ایک فائر اور جھونک دیا۔ کورنیلیا چیخی تھی۔ عمران نے قلابازی کھائی اور فرش پر گر کر بے حس و حرکت ہو گیا۔

"او مردود.... یہ کیا کیا....!" ہپی دھاڑتا ہوا آگے بڑھا۔ "میں نے پیر پر فائر کرنے کو کہا تھا!"

ریوالور والا بوکھلا کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ کورنیلیا دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے دھپ سے فرش پر بیٹھ گئی تھی۔

ہپی جھک کر عمران کو سیدھا کرنے لگا۔ عمران نے آنکھیں کھولیں۔ مسکرایا اور اسے آنکھ مارتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

دونوں ہی بوکھلا کر پیچھے ہٹے تھے اور اسی حالت میں اچانک عمران نے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا۔ ساتھ ہی اس کی لات ہپی کے سینے پر پڑی تھی۔

کورنیلیا پھر چیخنے لگی۔ لیکن اس بار عمران کو بڑھاوا دے رہی تھی۔

"شاباش.... مار ڈالو.... فائر کرو.... مار ڈالو....!"

لیکن عمران انہیں صرف کور کیے کھڑا رہا۔

"پھر بیوقوفی کر رہے ہو....!" کورنیلیا مضطربانہ انداز میں بولی۔ "مار ڈالو.... یہ وہی لوگ معلوم ہوتے ہیں جو میرے باپ کو بلیک میل کرتے رہے ہیں۔ کبھی ڈھمپ کے روپ میں اور کبھی ہپی بن کر....!"

"نہ یہ ڈھمپ ہے اور نہ ہپی....!" عمران سرد لہجے میں بولا۔

دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑے تھے۔

"تت.... تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔!" ہپی نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی تھی۔!

"کیسی غلط فہمی مائی ڈیئر مسٹر ڈاوڈن....!"

ہپی اچھل پڑا اور اس طرح عمران کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے اچانک اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔

"نہیں.... ویسے ہی چپ چاپ کھڑے رہو.... ورنہ لڑکی ہی کے مشورے پر عمل کر بیٹھوں گا۔!" عمران نے ریوالور کو جنبش دے کر کہا۔

"ہم یہاں تنہا نہیں ہیں....!"

"تم دونوں کے علاوہ اب اس عمارت میں اور کوئی نہیں ہے۔ جتنے بھی تھے یہاں سے ہٹا دیئے گئے....!"

"کک کیا مطلب....؟"

"اس بار بھی میں لڑکی کو اغواء کر کے نہیں لے جا رہا تھا۔ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اب تم کیا کرنے والے ہو.... تمہارے آدمیوں کے پیچھے میرے آدمی تھے۔!"

"یعنی پولیس....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں اپنے آدمیوں کی بات کر رہا تھا۔ میرا گروہ بہت بڑا ہے۔ یہاں سے یورپ تک چرس کا کاروبار دو چار آدمیوں نے نہیں سنبھال رکھا کیا تم نے ابھی کسی اداس بلی کی میاؤں میاؤں نہیں سنی تھی۔!"

"سنی تھی....!" ڈاوڈن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"وہ میری ہی بلی تھی۔ مجھے اطلاع دے رہی تھی کہ باہر کے سارے آدمی پکڑ لئے گئے۔!"

"اچھا تو پھر....؟"

"تم مجھ سے پوچھ رہے ہو....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "آخر کیا پوچھ رہے ہو۔ مائی ڈیئر ڈاؤڈن ٹاپ کراس۔ لیکن ٹاپ کراس تو تم نے اس وقت اپنے مصنوعی بالوں کے نیچے چھپا رکھا ہے۔!"

بپی کچھ نہ بولا۔ حیرت سے عمران کو گھورتا رہا۔ پھر اس نے جھرجھری سی لے کر کہا۔

"دیکھو آپس کے جھگڑے سے فائدہ اٹھا کر ڈھمپ اپنا کام کر جائے گا۔!"

"وہ تو کر بھی چکا اپنا کام مسٹر ٹاپ کراس....!"

"کیا مطلب....!"

"یہ دیکھو....!" عمران نے کہتے ہوئے جیب سے ریڈی میڈ میک اپ نکالا اور ناک پر فٹ کر لیا۔

"یہی تھا چیف....!" دوسرا آدمی بے ساختہ بولا۔

"تت.... تم.... ڈھمپ....!" کورنیلیا ہکلائی۔

"ہاں.... تم بھی مجھے پہچانتی ہو.... دیکھ چکی ہو۔!"

"میرے خدا....!" کورنیلیا نے کہہ کر زوردار قہقہہ لگایا تھا۔

"اب اس وقت آدھے تیتر کے سامنے پورا بٹیر موجود ہے۔ کیا خیال ہے مسٹر ٹاپ کراس۔ خیر اب آؤ اصل معاملے کی طرف۔ اسی پر تمہاری زندگی کا انحصار ہے۔ ورنہ تم باضابطہ طور پر تو میرے ملک میں داخل نہیں ہوئے ہو کہ کسی کو تمہاری تلاش ہو گی چپ چپاتے دفن کر دیئے جاؤ گے۔!"

"کیا کہنا چاہتے ہو....!" دفعتاً وہ دھاڑا تھا۔

"شور مت مچاؤ.... اس وقت کوئی اس عمارت میں قدم رکھنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ شاہد کے خلاف جو مواد تم استعمال کرنے والے تھے اُسے میرے حوالے کر دو۔ شاید اس طرح میں تمہیں زندہ نکل جانے دوں۔!"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہہ رہے ہو....؟"

"وہ ساری تصاویر نگیٹوز سمیت....!"

"میرے لئے یہ گفتگو قطعی لایعنی ہے۔ میں کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا۔!"

"میں تمہاری اور تمہارے ادارے کی پوری ہسٹری سے واقف ہوں مسٹر ڈاؤڈن مجھے علم ہے کہ افریقہ تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔!"

ڈاؤڈن خاموش کھڑا متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔

"میں جب چاہتا تم پر ہاتھ ڈال دیتا۔!" عمران نے کہا۔ "لیکن وقت گذاری اس لئے ضروری ہوگئی تھی کہ تمہارے اصل مشن سے ناواقف تھا۔ اب معلوم ہوگیا ہے کہ تم شاہد سے کیا چاہتے ہو۔ ظاہر ہے کہ اب تمہارے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکے گا کہ دل کا وہ آپریشن کب اور کہاں ہوگیا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ شاہد ہی اس کے لئے منتخب کیا جائے۔ شاہد سے بھی زیادہ تجربہ کار سرجن یہاں موجود ہیں۔!"

ہپی منہ چلا کر رہ گیا۔

"اگر تم نے وہ تصاویر میرے حوالے کر دیں تو وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے لئے ایک ایسی لانچ کا انتظام کر دوں گا جس کے ذریعے تم خلیج کی کسی بندرگاہ تک پہنچ سکو.... تمہارے آدمیوں کو بھی نکل جانے دوں گا۔!"

ہپی کچھ نہ بولا۔

"جلدی کرو.... میرے پاس وقت کم ہے۔!"

"ٹھیک ہے میں غیر قانونی طور پر تمہارے ملک میں داخل ہوا ہوں.... مجھے پولیس کے حوالے کر دو۔ اس کے علاوہ میرے خلاف اور کچھ ثابت نہیں کیا جاسکتا۔!"

"سوال یہ ہے کہ جب میں تمہیں ختم کر کے مونچھوں پر تاؤ دے سکتا ہوں تو پھر کیا ضرورت ہے اتنے کھڑاگ کی۔ یہ دیکھو میں تمہیں اس طرح مار ڈالوں گا۔!"

عمران نے اس کے ساتھی کے ٹھیک دل کے مقام پر فائر کیا تھا۔ وہ آواز نکالے بغیر لڑکھڑایا اور فرش پر ڈھیر ہوگیا۔

"نہیں....!" کورنیلیا اور ڈاؤڈن بیک وقت چیخے تھے۔ اس کے ساتھی نے تھوڑی دیر ہاتھ پیر چلائے تھے اور ٹھنڈا ہوگیا تھا۔

"یہ تم نے کیا کیا....!" کورنیلیا ہذیانی انداز میں بولی۔

"اب میں اس کے ساتھ بھی یہی کرنے جارہا ہوں....!"

"ٹھہرو....!" ڈاؤڈن دونوں ہاتھ ہلا کر بولا۔

"جلدی کرو....!"

"میں سب کچھ تمہارے حوالے کر دوں گا.... لل.... لیکن لانچ....!"

"وعدہ کرتا ہوں کہ مہیا کردوں گا۔!"

"جہاں کہوں مجھے لے چلو....!"

"غلط بات ہے.... جہاں.... وہ تصاویر موجود ہوں اس جگہ کی نشاندہی کردو.... حاصل کرتے ہی تمہاری گلو خلاصی کا پروانہ لکھ دوں گا۔!"

"اچھی بات ہے....!" ڈاوڈن پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا۔



تیسرے دن رحمان صاحب نے عمران کو طلب کیا تھا اور اسے اس طرح گھورے جارہے تھے جیسے جان ہی سے مار دیں گے۔

عمران سر جھکائے بیٹھا تھا۔ آخر وہ غرائے۔ "یہ تم نے کیا کیا....؟"

"جی....!" وہ چونک کر بولا۔ "میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا....!"

"سمندر سے آٹھ سفید فاموں کی لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔ جن میں سے ایک کی پیشانی پر ویسا ہی نشان موجود ہے جس کا تذکرہ تم نے ڈاوڈن کے سلسلے میں کیا تھا۔!"

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے.... میں نے بھی سنا تھا کہ کچھ نامعلوم آدمی سی کسٹمز کی ایک لانچ لے بھاگے تھے لیکن کچھ ہی دور جانے کے بعد وہ لانچ دھماکے کے ساتھ غرق ہو گئی۔"

"وہ خود لے بھاگے تھے....؟"

"اب میں کیا عرض کروں.... میں وہاں موجود تو نہیں تھا۔!"

"تم نے ڈاوڈن سے وہ تصاویر کس طرح حاصل کی تھیں....!"

"کچھ دھمکیاں دی تھیں....!"

"مجھ سے بھی اڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔!" رحمان صاحب میز پر ہاتھ مار کر دھاڑے۔

"کیا وہ آدھا تیتر اڑنے کے قابل تھا کہ آدھا بٹیر بھی اڑنے کی کوشش کرے گا۔ آپ یقین کیجئے کہ میں اس حادثے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔!"

"محض تمہاری دھمکیوں سے مرعوب ہو کر اس نے تمہارا مطالبہ پورا کردیا....؟"

"جی ہاں....!"

"بکواس مت کرو.... تم نے اس کے عیوض اُسے یہاں سے غیر قانونی ہی طور پر نکلوا دینے کا وعدہ کیا ہوگا۔!"

"کیا تو تھا.... لیکن وہ بے صبر انکلا.... چوری کی لانچ کا تو یہی حشر ہونا تھا۔ یہ سی کسٹمز والے بم وغیرہ بھی تو رکھتے ہیں اپنی لانچوں میں.... کہیں کوئی پڑے پڑے تنگ آکر پھٹ گیا ہوگا۔ اچھا ہی ہوا ورنہ اگر وہ پکڑے بھی جاتے تو کتنے دنوں کی سزا ہوتی.... رہا ہو کر پھر تیتر اُڑاتے پھرتے۔!"

"خاموش رہو.... تم نے اس کے لئے ایک ایسی لانچ مہیا کی تھی جس میں ٹائم بم رکھا ہوا تھا۔!"

"اگر کسی طرح ثابت ہو سکے تو میں پھانسی پانے کے لئے تیار ہوں۔!"

"میں کہہ رہا ہوں بکواس مت کرو....!" رحمان صاحب میز پر گھونسہ مار کر دھاڑے۔

"جی بہت اچھا....!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا اور سر جھکائے بیٹھا رہا۔ چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برس رہے تھے۔

رحمان صاحب تھوڑی دیر تک اُسے گھورتے رہے تھے پھر اٹھ کر باہر چلے گئے تھے۔

آج سلیمان کی بارات بھی آنے والی تھی۔ گھر میں خاصا ہنگامہ برپا تھا۔ عمران نے وہاں سے نکل کر ہانس پریسیا کے گھر کی راہ لی تھی۔ کورنیلیا کو بھی قابو میں رکھنا تھا۔ کیونکہ ڈاوڈن سے ساری گفتگو اسی کی موجودگی میں ہوئی تھی۔

"جو کچھ بھی ہوا تھا اُسے قطعی بھول جاؤ....!" عمران نے کورنیلیا سے کہا۔ "ورنہ تمہارا باپ پھر خطرے میں پڑ جائے گا۔!"

"وہ کس طرح....؟"

"تمہارے باپ کے خلاف ڈاوڈن کی تحویل سے جو مواد برآمد ہوا تھا وہ سب کا سب میں نے تمہارے حوالے نہیں کر دیا تھا۔!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"صرف ضمانت کے طور پر اس کا ایک حصہ میں نے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ تاکہ تم میرے خلاف کبھی اپنی زبان نہ کھول سکو....!"

"ارے تم مجھے ایسا سمجھتے ہو.... شرم کرو.... میں تمہیں اتنا چاہتی ہوں....!"

"چاہتی بھی ہو....!" عمران خوف زدہ لہجے میں بولا۔

"یقین کرو.... شاید مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔ آج تک کسی کو نہیں چاہا۔!"

"بہت بے ڈھب چاہا تم نے....!"

"ارے ہاں.... اب ڈیڈی نے اگلا ہے۔ اُسی نے انہیں حکم دیا تھا کہ عمران کو اپنے گھر بلواؤ

اور اسی کے کہنے سے میری گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی تھی۔!"

"ختم بھی کرو.... میں نے کہا تھا سب کچھ بھول جاؤ....!"

"تو تم نے اس کے لئے لانچ مہیا کردی تھی۔!"

"وعدے کا پکا ہوں.... لیکن شام کے اخبارات دیکھ کر مجھے کسی قسم کا الزام نہ دینا....!"

"کیا مطلب....؟"

"فی الحال کچھ بھی نہیں.... بس ہر حال میں اپنی زبان بند رکھنا....!"

"میں احسان فراموش نہیں ہوں ڈارلنگ....!"

"ڈارلنگ بھی....!" عمران کراہا تھا۔

اُسی شام کو وہ سلیمان کی بارات گھر پہنچا کر اس طرح غائب ہوا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

سلیمان اور جوزف دونوں ہی شیروانی اور چوڑی دار پاجامے میں تھے۔ سلیمان نے سہرا اور مقنع بھی ڈال رکھا تھا اور جوزف اسے دیکھ دیکھ کر اس طرح شرما رہا تھا جیسے اس کی شادی سلیمان کے ساتھ ہونے جارہی ہو۔

نکاح ہو گیا اور کچھ دیر بعد غلغلہ بلند ہوا کہ دولہا اندر جائے گا۔ سلیمان تخت سے اُتر آیا۔

"یہ کیسے جاتا.... باس بولا تھا....!" جوزف نے سرگوشی کی۔

"ابے چپ.... یہاں سے نہیں.... شرم آتی ہے.... راہداری میں پہنچ کر....!"

"اچھا.... اچھا.... چلو....!" جوزف اسے آگے بڑھاتا ہوا بولا۔

لڑکیاں راہداری ہی میں اکٹھا تھیں۔ خوب خوب پھبتیاں ہوئیں دونوں کی ہیئت کذائی پر۔ لیکن اس وقت تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے سلیمان کو گھوڑا بنتے دیکھا اور جوزف اس پر سوار ہو گیا۔

سلیمان ہتھیلیوں اور گھٹنوں کے بل چل رہا تھا۔

پھر تو ایسا ہنگامہ برپا ہوا کہ رحمان صاحب بھی دوڑے آئے۔

"یہ کیا بیہودگی ہے....!" وہ حلق پھاڑ کر دھاڑے اور سلیمان بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ جوزف دھڑام سے نیچے گرا تھا۔

"لگاؤں جوتے....!" رحمان صاحب سلیمان کا گریبان پکڑتے ہوئے بولے۔

"حضور .... میرے صاحب نے کہا تھا.... یہی ریت ہے خاندان کی.... چنگیز خان

صاحب کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔!"

"کیوں بکواس کررہا ہے....؟"

"لیس سر....! یہی بولا تھا.... ہم کیا جانے....!" جوزف کھکھیایا۔

"میں تو اب خود کشی ہی کرلوں گا....!" سلیمان نے اتنے زور سے اپنے سر پر دو ہتھڑ چلایا تھا کہ پگڑی اچھل کر دور جا پڑی تھی۔

"بولا تھا باس.... ڈولہا گھوڑا بنتا.... شہ بالا سواری کرتا.... تب ڈولہا اندر جاتا....!" جوزف مسلسل کھکھیائے جارہا تھا۔ لڑکیاں کھی کھی کرتی ہوئی اندر بھاگ گئی تھیں۔

پوری کوٹھی میں قہقہے گونج رہے تھے۔ رحمان صاحب دانت پیستے ہوئے باہر چلے گئے۔ عمران کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔

خدا خدا کر کے رخصتی کا وقت آیا اور جوزف نے خواتین کو روتے جو دیکھا تو خود بھی دھاڑیں مارنے لگا۔

"ابے چپ.... بے چپ.... یہ کیا کرتا ہے....!" سلیمان نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "کیا سچ مچ جوتے ہی کھلوائے گا.... پتا نہیں کب کا بدلہ لیا گیا ہے مجھ سے۔ خدا مجھے غارت کرے۔!"

"ہائے ہم کیا کرے سلیمان بھائی.... یہ عورت لوگ کیوں روتا....!"

بہتوں کا رونا ہنسی میں تبدیل ہوا اور وہ وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔

سلیمان نے جوزف کا منہ دبا دیا۔ رحمان صاحب پہلے ہی کوٹھی کی حدود سے باہر نکل گئے تھے۔ ورنہ پھر کوئی ہنگامہ کھڑا ہو جاتا۔

جوزف مسلسل روئے جارہا تھا.... اور سلیمان کسی بھڑکے ہوئے گھوڑے کی طرح نکل بھاگنے کا راستہ تلاش کررہا تھا۔

"ہائے سلیمان بھائی اِدھر انصاف نہیں ہوتا.... عورت روتا ہے.... مرد نہیں روتا سالا.... ہم ٹو روئے گا۔!"

"میری ماں مجھے روئے۔!" سلیمان اپنے سینے پر گھونسہ مار کر بولا۔ "اب میں کیا کروں۔!"

رونے والیاں کسی اور طرف چلی گئی تھیں اور پھر وہاں قہقہے ہی قہقہے تھے۔

﴿تمام شد﴾